قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ ۚ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ

الفضل

لندن

مدیر۔ ابو سعید

Online Edition

جمعرات 18 نومبر 2021ء | 12 ربیع الثانی 1443 ہجری قمری | 18 نبوت 1400 ہجری شمسی | جلد:3 | شمارہ:274

ارشاد باری تعالیٰ

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا تَنَاجَیْتُمْ فَلَا تَتَنَاجَوْا بِالْاِثْمِ وَ الْعُدْوَانِ وَ مَعْصِیَتِ الرَّسُوْلِ وَ تَنَاجَوْا بِالْبِرِّ وَ التَّقْوٰی ؕ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْۤ اِلَیْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۱۰﴾

(المجادلہ:10)

ترجمہ: اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! جب تم باہم خفیہ مشورے کرو تو گناہ، سرکشی اور رسول کی نافرمانی پر مبنی مشورے نہ کیا کرو ہاں نیکی اور تقویٰ کے بارہ میں مشورے کیا کرو اور اللہ سے ڈرو جس کے حضور تم اکٹھے کئے جاؤ گے۔

فرمان خلیفہ وقت

مجلس کا حق

مجالس کے بارے میں یہ بھی خیال رکھنا چاہئے کہ مجالس امانت ہوتی ہیں۔ یعنی جس مجلس میں بیٹھے ہیں اگر وہ پرائیویٹ ہے یا کسی خاص قسم کی مجلس ہے تو اس میں ہونے والی باتوں کو باہر نکالنے کا کسی کو حق نہیں پہنچتا۔ وسیع مجلس یا جلسہ وغیرہ کی اور بات ہے۔ جو پرائیویٹ مجالس ہیں اگر کوئی خاص باتیں ہو رہی ہیں تو سننے والوں کو انہیں باہر نہیں نکالنا چاہئے۔ اسی طرح دفتری عہدیداران کو بھی یا کارکنوں کو بھی دفتر میں ہونے والی باتوں کو کبھی باہر نہیں نکالنا چاہئے۔ پھر مختلف ذیلی تنظیمیں ہیں، جماعتی کارکنان ہیں ان کو بھی اپنے رازوں کو راز رکھنا چاہئے۔ یہ بھی مجلس کا حق ہے اور ایک امانت ہے۔ اس کو کسی طرح بھی باہر نہیں نکلنا چاہئے۔

(خطبہ جمعہ 16 جولائی 2004ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

فرمانِ رسول ﷺ

پسندیدہ مجلس

حضرت ضرغامہؓ بیان کرتے ہیں کہ: ”میرے والد صاحب اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ آپؐ مجھے کوئی نصیحت کریں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور جب تم کسی قوم کی مجلس میں جاؤ اور انہیں اپنے مزاج کی باتیں کرتے پاؤ تو وہاں ٹھہرو۔ اور اگر وہ ایسی باتوں میں مشغول ہوں جنہیں تم ناپسند کرتے ہو تو اس مجلس کو چھوڑ دیا کرو“۔

(مسند احمد اوّل مسند الکوفیین حدیث حرملة العنبری)

آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ تم مومن کے سوا کسی اور کے ساتھ نہ بیٹھو۔ اور متقی آدمی کے سوا اور کوئی تمہارا کھانا نہ کھائے۔

(ترغیب والترھیب بحوالہ صحیح ابن حبان)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

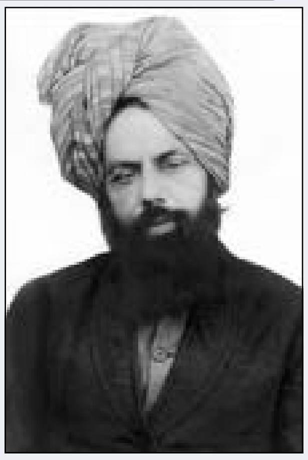

آدابِ مجلس

”ہمارا مذہب تو یہ ہے اور یہی مومن کا طریق ہونا چاہئے کہ بات کرے تو پوری کرے ورنہ چپ رہے۔ جب دیکھو کہ کسی مجلس میں اللہ اور اس کے رسول پر ہنسی ٹھٹھا ہو رہا ہے تو یا تو وہاں سے چلے جاؤ تا کہ ان میں سے نہ گنے جاؤ اور یا پھر پورا پورا کھول کر جواب دو۔ دو باتیں ہیں یا جواب یا چپ رہنا۔ یہ تیسرا طریق نفاق ہے کہ مجلس میں بیٹھے رہنا اور ہاں میں ہاں ملائے جانا۔ دبی زبان سے اخفاء کے ساتھ اپنے عقیدے کا اظہار کرنا۔“

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 449 ایڈیشن 1988ء)

”یہ بات بہت ضروری ہے کہ تم لوگ دعا کے ذریعہ اللہ تعالیٰ سے معرفت طلب کرو۔ بغیر اس کے یقین کامل ہرگز حاصل نہیں ہو سکتا۔ وہ اس وقت حاصل ہو گا جبکہ یہ علم ہو کہ اللہ تعالیٰ سے قطع تعلق کرنے میں ایک موت ہے۔ گناہ سے بچنے کے لئے جہاں دعا کرو وہاں ساتھ ہی تدابیر کے سلسلہ کو ہاتھ سے نہ چھوڑو اور تمام محفلیں اور مجلسیں جن میں شامل ہونے سے گناہ کی تحریک ہوتی ہے ان کو ترک کرو اور ساتھ ہی دعا بھی کرتے رہو اور خوب جان لو کہ ان آفات سے جو قضاء و قدر کی طرف سے انسان کے ساتھ پیدا ہوتی ہیں جب تک خدا تعالیٰ کی مدد ساتھ نہ ہو ہرگز رہائی نہیں ہوتی“

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 96 ایڈیشن 1988ء)

اس شارہ میں

- تری التجاؤں میں شدت نہیں ہے (منظوم)
- ”مخالفتِ نفس بھی ایک عبادت ہے“
- سورۃ القصص اور العنکبوت کا تعارف
- حضرت سید دلاور شاہ بخاری رضی اللہ عنہ۔ لاہور

دربارِ خلافت

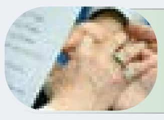

”تقویٰ یہاں ہے، تقویٰ یہاں ہے، تقویٰ یہاں ہے“ (حدیث نبوی ﷺ)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مزید فرماتے ہیں:۔

پس ہمیشہ ان شرائط کے الفاظ پر غور کرتے ہوئے اس کا پابند رہنے کی کوشش کریں۔ اس کے کیا معیار ہونے چاہئیں؟ اس کی مَیں مزید وضاحت کر دیتا ہوں۔ جیسا کہ مَیں نے ابھی بتایا ہے کہ چوتھی شرط میں ایک احمدی کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ ضروری قرار دیا ہے کہ کبھی بھی کسی کو اپنے ہاتھ سے یا زبان سے تکلیف نہیں دینی۔ یہ معیار انسان تبھی حاصل کر سکتا ہے جب تقویٰ پر چلنے والا ہو۔ دل اللہ تعالیٰ کے خوف اور خشیت سے پُر ہو۔ ایک حدیث میں آتا ہے۔ حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آپس میں حسد نہ کرو۔ آپس میں نہ جھگڑو۔ آپس میں بُغض نہ رکھو اور ایک دوسرے سے دشمنیاں نہ رکھو۔ اور تم میں سے کوئی ایک دوسرے کے سودے پر سودا نہ کرے۔ اے اللہ کے بندو! آپس میں بھائی بھائی بن جاؤ۔ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے۔ وہ اُس پر ظلم نہیں کرتا۔ اُسے ذلیل نہیں کرتا اور اُسے حقیر نہیں جانتا۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین دفعہ اپنے دل کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ ”تقویٰ یہاں ہے، تقویٰ یہاں ہے، تقویٰ یہاں ہے“۔ فرمایا ”کسی آدمی کے شر کے لئے اتنا کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر سمجھے۔ ہر مسلمان پر دوسرے مسلمان کا خون، مال اور عزت حرام ہے۔“

(صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ والآداب باب تحریم ظلم المسلم وخذلہ.... حدیث: 6541)

آج آپ دنیا پر نظر دوڑا کر دیکھ لیں۔ جو ظلم ہو رہے ہیں، جو حقوق غصب کئے جا رہے ہیں، جو مسلمان مسلمان کی گردنیں کاٹ رہے ہیں، جو ظلم و بربریت کے بازار ہمیں ہر طرف گرم ہوتے نظر آتے ہیں، اُن کی بنیاد یہی حسد ہے اور تقویٰ میں کمی ہے۔ ہم خوش نصیب ہیں کہ ہم نے اس زمانے کے امام کو مانا ہے اور انتہا پسندی سے بچے ہوئے ہیں۔ لیکن چھوٹے پیمانے پر ہمارے گھروں میں بھی، ہمارے ماحول میں بھی یہ بیماریاں موجود ہیں جن کا حدیث میں ذکر کیا گیا ہے۔ اگر ہم میں سے ہر ایک حقیقت پسندی سے انصاف کے تقاضے پورے کرتے ہوئے جائزے لے تو خود اُسے نظر آ جائے گا کہ میں آپ کو یہ غلط باتیں نہیں کہہ رہا۔ بھائیوں بھائیوں میں حسد کی بنیاد پر رنجشیں ہیں۔ افرادِ جماعت میں حسد کی بنیاد پر رنجشیں ہیں۔ عورتوں میں حسد کی بنیاد پر رنجشیں ہیں۔ اس بات پر حسد شروع ہو جاتی ہے کہ فلاں کو فلاں خدمت کیوں سپرد ہو گئی ہے؟ میرے سپرد کیوں نہیں ہوئی؟ اگر ہم میں سے ہر ایک کو اس بات پر یقین ہے کہ جماعت احمدیہ ایک الٰہی جماعت ہے اور یقیناً ہے تو پھر بجائے عہدہ کی خواہش رکھنے کے استغفار کی طرف توجہ دینی چاہئے کہ اگر کسی وقت بھی میرے سپرد یہ خدمت ہوئی تو میں اس کو احسن رنگ میں سرانجام دے سکوں۔ عہدہ کی خواہش رکھنے والے کے بارے میں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ایسے شخص کو پھر عہدہ ہی نہ دو۔

(صحیح بخاری کتاب الأحکام باب مایکرہ من الحرص علی الامارۃ حدیث: 7149)

اور پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ امانتوں کی حفاظت کرو تم اس بارے میں پوچھے جاؤ گے۔ عہدے اور جماعتی خدمت بھی امانتیں ہیں۔ اگر انسان کے دل میں تقویٰ ہو تو وہ ہر وقت خوفزدہ رہے کہ جو خدمت میرے سپرد

بقیہ صفحہ 4 پر

تِری التجاؤں میں شدت نہیں ہے

تِری التجاؤں میں شدت نہیں ہے
یا عرشِ بریں سے اجابت نہیں ہے

گناہوں سے دل پر جو تالے لگے ہیں
اسی واسطے اِس میں رقت نہیں ہے

یُوں ڈر کر بلاؤں سے مایوس ہونا
یہ منعم علیہم کی سنت نہیں ہے

نوشتہ خدا کا ہیں پڑھتے نہ سنتے
تو پھر کیسے کہتے ہیں برکت نہیں ہے

یہ وعدہ ہے مومن سے دو جنتوں کا
کہ اس سے بڑی کوئی نعمت نہیں ہے

یہ وہ ہیں جو ہر دم خدا میں ہیں رہتے
تغافل بھری ان کی طینت نہیں ہے

دلوں میں جلائے گا نارِ محبت؟!
تجھے واعظا! ایسی طاقت نہیں ہے

محمد اسامہ شاہد

آج کی دعا

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ صِحَّةً فِیْ اِیْمَانٍ وَّاِیْمَانًا فِیْ حُسْنِ خُلُقٍ وَّنَجَاحًا یَتْبَعُهٗ فَلَاحًا وَّرَحْمَةً مِّنْكَ وَعَافِیَةً وَّمَغْفِرَةً مِّنْكَ وَرِضْوَانًا

(مستدرک حاکم)

ترجمہ: اے اللہ! میں تجھ سے ایمان کے ساتھ صحت کا اور حسنِ اخلاق کے ساتھ ایمان کا اور ایسی کامرانی کا جسکے بعد فلاح (دارین) آئے اور تیری (خاص) رحمت وعافیت کا اور تیری (خاص) مغفرت کا اور تیری رضامندی کا طالب ہوں۔

یہ ہمارے سید ومولیٰ، خیر البشر، خاتم النبیین، پیارے رسول حضرت محمد ﷺ کی حصول ایمان، صحت اور اچھے اخلاق کی جامع دعا ہے۔

مرسلہ: مریم رحمٰن

اداریہ

”مخالفتِ نفس بھی ایک عبادت ہے“(حضرت مسیح موعودؑ)

جیسا کہ قارئین کرام کے علم میں ہے کہ روزنامہ الفضل آن لائن میں ہر منگل کے روز ”کتاب تعلیم کی تیاری“ کا کالم دیا جاتا ہے۔ اسی سلسلے میں ملفوظات حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کے مطالعہ کے دوران نفس کے حوالے سے یہ اقتباس نظروں سے گزرا، حضرت اقدسؑ فرماتے ہیں:

”مخالفتِ نفس بھی ایک عبادت ہے۔ انسان سویا ہوا ہوتا ہے۔ جی چاہتا ہے کہ اور سولے مگر وہ مخالفتِ نفس کر کے مسجد جاتا ہے تو اس مخالفت کا بھی ایک ثواب ہے“

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 416 کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن)

اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کو زمین کے مختلف حصوں میں پیدا کیا اور ان کی نسلیں، زبان، معاشرت، آب و ہوا اور پانی تک کو مختلف بنایا اور اسی طرح ان کے قلب و ذہن اور سوچوں کے زاویوں کو بھی جدا جدا رکھا۔ اسی لئے ان کا کسی ایک شخصیت یا اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجے گئے فرستادہ پر ایمان لانا مشکل تھا، جو ان پر ایمان لائے انہوں نے اُس دور کے رسوم و رواج سے ہٹ کر اور سوچ کے زاویوں سے بالکل اُلٹ جا کر ان کو قبول کیا۔ دوسرے لفظوں میں یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ ایمان ہے ہی نام مخالفت نفس کا۔ انبیاء علیھم السلام پر وہی لوگ ایمان لاتے رہے ہیں جنہوں نے اپنے جذبات اور نفسانی خواہشات کے برعکس ان کو مانا اور یہی انبیاء کی بہت بڑی کامیابی گنی جاتی ہے کہ وہ اپنے ساتھ ایسے مومنین کی جماعت کو لے کر چلتے ہیں یا اپنی قوت قدسیہ کی وجہ سے ان کے رہنما ہوتے ہیں جو اٹھتے بیٹھتے انبیاء کی تقلید کرتے نظر آتے ہیں ورنہ سیاسی نمائندے تو اپنی دکان چمکانے کی خاطر عوام کالانعام کی خواہشات اور جذبات کو وقتی طور پر پورا کرنے کے لئے ان کے پیچھے لگ جاتے ہیں۔ پس روحانی اور سیاسی لیڈر میں یہی فرق ہوتا ہے کہ سیاسی لیڈر عوام کی باتوں کو مانتے ہیں۔ جبکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجے گئے فرستادے یا روحانی رہنما اللہ کے فرمان اور احکامات کے مطابق اپنی زندگی گزارنے کی لوگوں کو تلقین کرتے ہیں۔ جو مختلف طبقات سے آنے والے لوگوں کی متلوّن سوچوں کی وجہ سے قدرے مشکل کام ہے مگر مخالفتِ نفس کی تعلیم ملنے کی وجہ سے بالآخر کامیابی انہی کے قدم چومتی ہے۔ جب ان کے ماننے والے اپنی تمام دنیوی خواہشات کو چھوڑ کر اپنی جان، مال، وقت اور عزت کی قربانی دینے کے لئے بھی تیار ہوتے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہوتے ہیں جن کو نبی بڑے پُر حکمت طریق پر وحشیوں سے انسان بناتے اور انسانوں سے باخدا اور پھر خدا نما بنا دیتے ہیں۔ یہ قربانی دراصل نفس کی قربانی کی عکاسی کرتی ہے۔ وہ ایمان کے اُس اعلیٰ درجہ پر فائز ہو کر مومن بننے کا اعزاز حاصل کر لیتے ہیں اور خود خدا اور اس کے رسول کی بات کو فوقیت دیتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی تمام عبادات کے حقوق جب مومن ادا کرتا ہے تو دراصل وہ بعض اوقات مخالفتِ نفس کر رہا ہوتا ہے۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعودعلیہ السلام نے اوپر بیان کردہ ارشاد میں فرمایا کہ انسان جب سوتا ہے تو وہ اور سونا چاہتا ہے مگر فون پر لگے الارم کی آواز پر اٹھ کر نوافل ادا کرتا ہے یا اذان کی آواز سن کر نماز فجر کے لئے مسجد چل کر جاتا ہے۔ حالانکہ اس کا جی ابھی سونے کو اور کر رہا ہوتا ہے تو یہ مخالفتِ نفس ہے جو اپنے آرام کی قربانی دے کر مومن اللہ کے حضور حاضر ہوتا ہے مخالفتِ نفس کی یہ ساری کاوش ایک الگ سے عبادت کا رنگ رکھتی ہے۔ گویا فجر کی عبادت کا ایک ثواب ہے اور دوسرا اس کی خاطر سردیوں میں گرم بستر چھوڑ کر نماز کے لئے اٹھنے کا الگ ثواب ہے۔

ہم بارہا اپنی زندگیوں میں دیکھتے ہیں کہ رات کو باوجود خواہش اور مصمم ارادہ باندھنے کے فجر کی نماز پر اٹھنے کو دل نہیں کرتا اس کیفیت میں اپنے آپ پر جبر کر کے نماز کے لئے اٹھنا ایک مجاہدہ ہے جس کا الگ ثواب ہے۔ ہمارے ایک بزرگ اکثر بیان کیا کرتے تھے کہ مجھ پر بھی ایسی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے تو میں تو بعض اوقات بلند آواز سے اور بعض دفعہ دھیمی آواز سے اپنے آپ کو مخاطب کر کے کہتا ہوں کہ ”او اقبالیا! اُٹھ۔ ساری عمر قبر وِچ سون واسطے پئی اے۔ اوتھے اپنی نیند پوری کر لئیں“ یعنی اے اقبال! اُٹھ اور نماز پڑھ۔ ساری عمر قبر میں سونا ہی ہے وہاں نیند پوری کر لینا اور اپنے آپ کو جھٹکا دے کر اُٹھ جاتا ہوں نماز باجماعت پڑھتا ہوں۔ تلاوتِ قرآن کرتا ہوں۔ جس سے مجھے نئی توانائی ملتی ہے۔

خاکسار کی عمر کے دوست احباب بخوبی جانتے ہیں کہ پرانے وقتوں کے معاشرے میں جب کسان اور اسکے اہل خانہ پو پھٹتے ہی اُٹھ جاتے تھے۔ ہل لے کر کھیتوں کو چلے جاتے تھے۔ نماز کی ادائیگی بھی وہیں ہوتی تھی اور تسبیحات کرتے کرتے وہ زمین میں ہل بھی چلاتے جاتے تھے تو ان کے جسم میں چُستی آتی تھی اس کے ساتھ ساتھ نماز اور ذکر الٰہی کی برکت سے ان کی فصلیں ہری بھری اور زیادہ مقدار میں اناج پیدا کرتی تھیں اور اپنے نفس کے حقوق کے ساتھ ساتھ اللہ کے حقوق تو ادا ہو ہی رہے تھے بنی نوع انسان بالخصوص اپنی بیوی بچوں کے بھی حقوق بروقت ادا ہوتے تھے۔ تو یہی وہ مقصد تھا جو ”کتابِ تعلیم کی تیاری“ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نظروں میں متصور تھا۔ اس سے انسان ترقی پاتا ہے۔ مخالفت خواہ وجودِ نفس سے باہر غیروں یا اپنوں کی طرف سے ہو یا اندر سے وجود نفس کی مخالفت ہو۔ ہر دو پر مخالفت کا وہ قانون لاگو پائے گا جس کے حوالہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

”دیکھو! کاشتکاری میں سب چیزوں ہی سے کام لیا جاتا ہے۔ پانی ہے، بیج ہے، مگر پھر بھی اس میں کھاد ڈالنے کی ضرورت پڑتی ہے جو سخت ناپاک ہوتی ہے پس اسی طرح ہمارے سلسلے کے لئے بھی گندی مخالفت کھاد کا کام دیتی ہے“

(ملفوظات جلد دہم صفحہ 370۔ ایڈیشن 1982ء)

ہم بالعموم دیکھتے ہیں کہ جو اپنے نفس کی پیروی کرتے ہیں وہ آخر ناکام رہتے ہیں۔ حضرت مسیح موعودعلیہ السلام فرماتے ہیں:

نفس کو مارو کہ اس جیسا کوئی دشمن نہیں
چپکے چپکے کرتا ہے پیدا یہ سامانِ دِمار

مخالفتِ نفس سے انسان کے اندر کا ضمیر بھی اُجاگر ہو کر وجود کو سبق دے رہا ہوتا ہے۔ اور یہ بہت ضروری ہے جیسا کہ حضرت مسیح موعودعلیہ السلام فرماتے ہیں:

”انسان میں ایک ملکہ احتظاظ (لذت ہونا۔ ناقل) کا ہوتا ہے کہ وہ سُرُود (نغمہ۔ ناقل) سے حظ اُٹھاتا ہے اور اس کے نفس کو دھوکا لگتا ہے کہ میں اس مضمون سے سرور پا رہا ہوں مگر دراصل نفس کو صرف حظ درکار ہوتا ہے“

(ملفوظات جلد دہم صفحہ 177۔ ایڈیشن 1984ء)

اس مضمون کو حضرت مسیح موعودعلیہ السلام نے کیا ہی اچھے انداز میں یوں بھی سمجھایا ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں:

”اگر خدا چاہتا تو دوسری امتوں کی طرح اس امت میں کوئی قید نہ رکھتا مگر اس نے قیدیں بھلائی کے واسطے رکھی ہیں میرے نزدیک اصل یہی ہے کہ جب انسان صدق اور کمال اخلاص سے باری تعالیٰ میں عرض کرتا ہے کہ اس مہینہ (رمضان۔ ناقل) میں تو مجھے محروم نہ رکھ تو خدا اسے محروم نہیں رکھتا اور ایسی حالت میں اگر انسان ماہ رمضان میں بیمار ہو جاوے تو یہ بیماری اس کے حق میں رحمت ہوتی ہے۔ کیونکہ ہر ایک عمل کا مدار نیت پر ہے۔ مومن کو چاہیے کہ وہ اپنے وجود سے اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کی راہ میں دلاور ثابت کر دے۔ جو شخص کہ روزے سے محروم رہتا ہے مگر اس کے دل میں یہ نیت دردِ دل سے تھی کہ کاش! میں تندرست ہوتا اور روزہ رکھتا اور اس کا دل اس بات کے لئے گریاں ہے تو فرشتے اس کے لئے روزے رکھیں گے بشرطیکہ وہ بہانہ جُو نہ ہو تو خدا تعالیٰ ہرگز اسے ثواب سے محروم نہ رکھے گا۔

یہ ایک باریک امر ہے کہ اگر کسی شخص پر (اپنے نفس کی کسل کی وجہ سے) روزہ گراں ہے اور وہ اپنے خیال میں گمان کرتا ہے کہ میں بیمار ہوں اور میری صحت ایسی ہے کہ اگر ایک وقت نہ کھاؤں تو فلاں فلاں عوارض لاحق حال ہوں گے اور یہ ہوگا اور وہ ہوگا تو ایسا آدمی جو خدا کی نعمت کو خود اپنے اوپر گراں گمان کرتا ہے کب اس ثواب کا مستحق ہوگا۔ ہاں وہ شخص جس کا دل اس بات سے خوش ہے کہ رمضان آگیا اور اس کا منتظر میں تھا کہ آوے اور روزہ رکھوں اور پھر وہ بوجہ بیماری کے نہیں رکھ سکا تو وہ آسمان پر روزے سے محروم نہیں ہے۔ اس دنیا میں بہت لوگ بہانہ جُو ہیں

اور وہ خیال کرتے ہیں کہ ہم جیسے اہل دنیا کو دھوکا دے لیتے ہیں ویسے ہی خدا کو فریب دیتے ہیں۔ بہانہ جُو اپنے وجود سے آپ مسئلہ تراش کرتے ہیں اور تکلّفات شامل کرکے ان وسائل کو صحیح گردانتے ہیں۔ لیکن خدا کے نزدیک وہ صحیح نہیں ہے۔ تکلّفات کا باب بہت وسیع ہے۔ اگر انسان خدا چاہے تو اس کی رُو سے ساری عمر بیٹھ کر نماز پڑھتا رہے اور رمضان کے روزے بالکل ہی نہ رکھے مگر خدا اس کی نیت اور ارادہ کو جانتا ہے جو صدق اور اخلاص سے رکھتا ہے۔ خدا جانتا ہے کہ اس کے دل میں درد ہے اور خدا اسے ثواب سے بھی زیادہ بھی دیتا ہے کیونکہ درد دل ایک قابل قدر شے ہے۔ حیلہ جُو انسان تاویلوں پر تکیہ کرتے ہیں لیکن خدا کے نزدیک یہ تکیہ کوئی شے نہیں۔ جب میں نے چھ ماہ روزے رکھے تھے تو ایک دفعہ ایک طائفہ انبیاء کا مجھے ملا (کشف میں)۔ اور انہوں نے کہا تو نے کیوں اپنے نفس کو اس قدر مشقّت میں ڈالا ہوا ہے، اس سے باہر نکل۔ اسی طرح جب انسان اپنے آپ کو خدا کے واسطے مشقّت میں ڈالتا ہے تو وہ خود ماں باپ کی طرح رحم کرکے اسے کہتا ہے تو کیوں مشقّت میں پڑا ہوا ہے۔

یہ لوگ ہیں کہ تکلّف سے اپنے آپ کو مشقّت سے محروم رکھتے ہیں۔ اس لئے خدا ان کو دوسری مشقتوں میں ڈالتا ہے اور نکالتا نہیں اور دوسرے جو خود مشقّت میں پڑتے ہیں ان کو وہ آپ نکالتا ہے۔ انسان کو واجب ہے کہ اپنے نفس پر آپ شفقت نہ کرے بلکہ ایسا بنے کہ خدا اس کے نفس پر شفقت کرے کیونکہ انسان کی شفقت اس کے نفس پر اس کے واسطے جہنم ہے اور خدا کی شفقت جنّت ہے۔ ابراہیم علیہ السلام کے قصہ پر غور کرو کہ جو آگ میں گرنا چاہتے ہیں تو ان کو (خدا) آگ سے بچاتا ہے۔ اور جو خود آگ سے بچنا چاہتے ہیں وہ آگ میں ڈالے جاتے ہیں۔ یہ سِلم ہے اور یہ اسلام ہے کہ جو کچھ خدا کی راہ میں پیش آوے اس سے انکار نہ کرے اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی عصمت کی فکر میں خود لگتے تو وَاللّٰہُ یَعۡصِمُکَ مِنَ النَّاسِ ؕ (المائدۃ:68) کی آیت نازل نہ ہوتی۔ حفاظت الٰہی کا یہی سِر ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 426 تا 428، کمپیوٹرائزڈ 2016ء)

اسی مضمون کو یوں بیان فرمایا:

’’آدمی کو بیعت کرکے صرف یہی نہ ماننا چاہیے کہ یہ سلسلہ حق ہے اور اتنا ماننے سے اسے برکت ہوتی ہے آج کل بلا کا زمانہ ہے طاعون ہر طرف پھیل رہی ہے صرف ماننے سے اللہ تعالیٰ خوش نہیں ہوتا جب تک اچھے عمل نہ ہوں۔ کوشش کرو کہ جب اس سلسلہ میں داخل ہوئے ہو تو نیک بنو، متقی بنو، ہر ایک بدی سے بچو۔ یہ وقت دعاؤں سے گذارو۔ رات اور دن تضرّع میں لگے رہو۔ جب ابتلاء کا وقت ہوتا ہے تو خدا کا غضب بھی بھڑکا ہوا ہوتا ہے۔ ایسے وقت میں دعا، تضرّع، صدقہ خیرات کرو۔ زبانوں کو نرم رکھو۔ استغفار کو اپنا معمول بناؤ۔ نمازوں میں دعائیں کرو۔ مثل مشہور ہے منّتیں کرتا ہوا کوئی نہیں مرتا۔ نرا ماننا انسان کے کام نہیں آتا۔ اگر انسان مان کر پھر اُسے پسِ پُشت ڈال دے تو اسے فائدہ نہیں ہوتا پھر اس کے بعد یہ شکایت کرنی کہ بیعت سے فائدہ نہیں ہوا بے سُود ہے۔ خدا تعالیٰ صرف قول سے راضی نہیں ہوتا۔

قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے ایمان کے ساتھ عملِ صالح بھی رکھا ہے۔ عملِ صالح اسے کہتے ہیں جس میں ایک ذرہ بھر فساد نہ ہو۔ یاد رکھو کہ انسان کے عمل پر ہمیشہ چور پڑا کرتے ہیں۔ وہ کیا ہیں۔ ریاکاری (کہ جب انسان دکھاوے کے لئے ایک عمل کرتا ہے) عُجب (کہ وہ عمل کرکے اپنے نفس میں خوش ہوتا ہے) اور قسم قسم کی بدکاریاں اور گناہ جو اس سے صادر ہوتے ہیں۔ ان سے اعمال باطل ہوجاتے ہیں۔ عملِ صالح وہ ہے جس میں ظلم، عُجب، ریا، تکبر اور حقوق انسانی کے تلف کرنے کا خیال تک نہ ہو جیسے آخرت میں عملِ صالح سے بچتا ہے ویسے ہی دنیا میں بھی بچتا ہے اگر ایک آدمی بھی گھر بھر میں عملِ صالحہ والا ہو تو سب گھر بچا رہتا ہے۔ سمجھ لو کہ جب تک تم میں عملِ صالحہ نہ ہو۔ صرف ماننا فائدہ نہیں کرتا۔ ایک طبیب نسخہ لکھ کر دیتا ہے تو اس سے یہ مطلب ہوتا ہے کہ جو کچھ اس میں لکھا ہے وہ لے کر پیوے اگر وہ ان دواؤں کو استعمال نہ کرے اور نسخہ لے کر رکھ چھوڑے تو اسے کیا فائدہ ہوگا۔

اب اس وقت تم نے توبہ کی ہے اب آئندہ خدا دیکھنا چاہتا ہے کہ اس توبہ سے اپنے آپ کو تم نے کتنا صاف کیا۔ اب زمانہ ہے کہ خدا تقویٰ کے ذریعہ سے فرق کرنا چاہتا ہے۔ بہت لوگ ہیں کہ خدا پر شکوہ کرتے ہیں اور اپنے نفس کو نہیں دیکھتے۔ انسان کے اپنے نفس کے ظلم ہی ہوتے ہیں ورنہ اللہ تعالیٰ رحیم اور کریم ہے۔

بعض آدمی ایسے ہیں کہ ان کو گناہ کی خبر ہوتی ہے اور بعض ایسے کہ ان کو گناہ کی خبر بھی نہیں ہوتی۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ کے لئے استغفار کا التزام کرایا ہے کہ انسان ہر ایک گناہ کے لئے خواہ وہ ظاہر کا ہو خواہ باطن کا۔ خواہ اسے علم ہو یا نہ ہو اور ہاتھ اور پاؤں اور زبان اور ناک اور کان اور آنکھ اور سب قسم کے گناہوں سے استغفار کرتا رہے۔ آج کل آدم علیہ السلام کی دعا پڑھنی چاہیے۔ رَبَّنَا ظَلَمۡنَاۤ اَنۡفُسَنَا ٜ وَاِنۡ لَّمۡ تَغۡفِرۡ لَنَا وَتَرۡحَمۡنَا لَنَکُوۡنَنَّ مِنَ الۡخٰسِرِیۡنَ ﴿۲۴﴾ (الاعراف:24) یہ دعا اوّل ہی قبول ہوچکی ہے۔ غفلت سے زندگی بسر مت کرو جو شخص غفلت سے زندگی نہیں گزارتا ہرگز امید نہیں کہ وہ کسی فوق الطاقت بلا میں مبتلا ہو۔ کوئی بلا بغیر اذن کے نہیں آتی جیسے مجھے یہ دعا الہام ہوئی ہے۔ رَبِّ کُلُّ شَیۡءٍ خَادِمُکَ رَبِّ فَاحۡفَظۡنِیۡ وَانۡصُرۡنِیۡ وَارۡحَمۡنِیۡ۔‘‘

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 439-440، ایڈیشن 2016)

اور اپنے آپ کو بطور نمونہ پیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’میں اپنے نفس پر اتنا قابو رکھتا ہوں اور خدا تعالیٰ نے میرے نفس کو ایسا مسلمان بنایا ہے کہ اگر کوئی شخص ایک سال بھر میرے سامنے بیٹھ کر میرے نفس کو گندی سے گندی گالی دیتا رہے۔ آخر وہی شرمندہ ہوگا اور اسے اقرار کرنا پڑے گا کہ وہ میرے پاؤں جگہ سے نہ اکھاڑ نہ سکا‘‘

(ملفوظات جلد اول صفحہ 411 کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن)

پس ہم سب کو مخالفتِ نفس کرکے اس اہم عبادت سے محروم نہیں رہنا چاہیے بلکہ نفس کی خواہشات کے برعکس اللہ کے آگے جھک اللہ کا قرب پانے کی کوشش کرنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(ابو سعید)

بقیہ: دربارِ خلافت...... از صفحہ 2

بقیہ: دربارِ خلافت...... از صفحہ 2

ہے اُس کا حق ادا نہ کرنے کی وجہ سے میری جواب طلبی ہوگی اور کسی بندے کے سامنے جواب طلبی نہیں ہوگی جس کو باتوں میں چَرا کر دھوکہ دیا جاسکتا ہو بلکہ اُس عالم الغیب، علیم و خبیر خدا کے سامنے جواب دہی ہوگی جس سے کوئی بات چھپی ہوئی نہیں، جسے دھوکہ نہیں دیا جاسکتا۔

پس اگر یہ بات سب عہدیدار بھی سامنے رکھیں اور عہدوں کی خواہش رکھنے والے بھی سامنے رکھیں تو نفسانی خواہشات کے بجائے تقویٰ کی طرف قدم آگے بڑھیں گے۔ پھر یہ تقویٰ کی کمی ہے جو معمولی باتوں پر رنجشوں کو بڑھاتی ہے اور پھر ایک وقت ایسا آتا ہے جب ایسی حالت ہو جاتی ہے کہ یہ منصوبہ بندی ہو رہی ہوتی ہے کہ فلاں کو دُکھ کس طرح پہنچایا جائے۔ فلاں کو نظامِ جماعت اور خلیفۂ وقت کے سامنے کس طرح گھٹیا اور ذلیل ثابت کیا جائے یا کم تر ثابت کیا جائے یا اُس کی کوئی کمزوری اُس کے سامنے لائی جائے۔ یہاں تک کہ مجالس میں اُس کے بیوی بچوں کو کس طرح ذلیل کرنے کی کوشش کی جائے۔ پورا خاندان بعض دفعہ اس میں involve ہو جاتا ہے۔

پس کجا تو اس شرط پر بیعت ہو رہی ہے کہ نہ صرف یہ کہ کسی کو تکلیف نہیں پہنچاؤں گا بلکہ ہمدردی کے راستے تلاش کروں گا۔ فائدہ پہنچانے کی ترکیبیں سوچوں گا اور کجا یہ عمل ہے۔ پس جیسا کہ میں نے کہا، اس معیار کو حاصل کرنے کے لئے اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے۔ ان دنوں میں اپنے یہ جائزے لیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ دن اس راہ کے لئے مہیا فرمائے ہیں۔ مَیں یہ سب باتیں کسی مفروضے پر بنیاد کرکے نہیں کہہ رہا بلکہ حقیقت میں ایسے معاملے سامنے آتے ہیں جو میرے لئے پریشانی کا موجب ہوتے ہیں، شدید شرمندگی کا باعث بنتے ہیں کہ میں تو دنیا کو یہ بتاتا ہوں کہ جماعت احمدیہ وہ جماعت ہے جو حقوق کی ادائیگی کی راہیں تلاش کرتی ہے۔ اُس مسیح موعود کو ماننے والی ہے جو تقویٰ کی باریک راہوں پر چلانے کے لئے اس زمانے میں خدا تعالیٰ کی طرف سے مبعوث ہوا اور ہمارے بعض افراد کی کیا حالت ہے۔ اُن کو دیکھ کر غیر کیا کہیں گے کہ تمہارے دعوے کیا ہیں اور تمہارے لوگوں کے عمل کیا ہیں؟

پس اگر ہم نے دنیا میں انقلاب کا ذریعہ بننا ہے تو پھر اپنی زندگیوں میں بھی، اپنی حالتوں میں بھی وہ انقلابی کیفیت طاری کرنی ہوگی جس کی زمانے کے امام نے اسلام کی خوبصورت تعلیم کی روشنی میں ہم سے توقع کی ہے۔

(خطبہ جمعہ یکم جون 2012ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

عائشہ چوہدری۔ جرمنی

سورۃ القصص اور العنکبوت کا تعارف

از حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ

سورۃ القصص

یہ مکی سورت ہے اور بسم اللہ سمیت اس کی نواسی آیات ہیں۔

اس سورت کا آغاز بھی طٰسٓمّٓ ہی سے ہوا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ طیّب، سمیع اور علیم کے مضمون کو جاری رکھا جارہا ہے جس کی تشریح اس سے پہلے پیش کر دی گئی ہے۔

گزشتہ سورت میں جس طرح آئندہ پورے ہونے والے عظیم نشانات کا ذکر ہے اسی طرح اس سورت میں بیان فرمایا جارہا ہے کہ اللہ تعالیٰ ماضی کا بھی ویسا ہی علم رکھتا ہے جس طرح آئندہ کا علم رکھتا ہے۔ اور اس ضمن میں حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق وہ علم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمایا گیا جو بہت سے معجزات پر مشتمل ہے۔ مختصراً یہ کہ وہ پانی جو ایک چھوٹے سے معصوم بچے حضرت موسیٰؑ کو غرق نہ کر سکا وہی پانی فرعون اور اس کی فوجوں کو غرق کرنے کا موجب ہو گیا۔

اس کے بعد یہ ذکر ہے کہ اس زمانہ کے یہود تیرا انکار کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اگر موسیٰؑ کی طرح تجھ پر نشانات نازل ہوں تو ہم انکار نہیں کریں گے۔ مگر وہ اس بات کو بھول جاتے ہیں کہ موسیٰؑ کے زمانہ میں ظاہر ہونے والے نشانات کو بھی تو یہودی قوم نے جھٹلا دیا تھا ورنہ یہ سب نشان دیکھ کر وہ بت پرستی کی طرف مائل نہ ہوتے۔

سب انکار کرنے والے خواہ وہ ماضی کے ہوں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے، بعینہٖ اُن کی ایک ہی طرح کی ٹیڑھی روش ہوتی ہے کہ پہلوں کے نشانات پر بظاہر ایمان لاتے ہیں اور اسی قسم کے نشانات کو جب آنکھوں کے سامنے نازل ہوتا ہوا دیکھتے ہیں تو ان کا انکار کر دیتے ہیں۔

اس کے بعد ان اہلِ کتاب کا ذکر ہے جو پہلے بھی حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر سچا ایمان لائے تھے اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہونے والے معجزات کو انہوں نے دیکھا تو اپنی پاک فطرت کی وجہ سے ان پر بھی ایمان لے آئے تو گویا دوہرے اجر کے مستحق ہو گئے۔ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان کا بھی ان کو اجر ملے گا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کا بھی ان کو اجر عطا ہو گا۔

اس تمام بحث کا نتیجہ یہ نکالا گیا ہے کہ ہدایت کو انسان بزور بازو حاصل نہیں کر سکتا بلکہ سعید فطرت لوگوں کو اللہ تعالیٰ خود ہی ہدایت فرماتا ہے۔

اور پھر یہ بھی ذکر فرما دیا کہ اس سے پہلے جو کثرت سے ہلاک ہونے والی قوموں کا ذکر ملتا ہے وہ اس لئے نہیں کہ گویا اللہ تعالیٰ نے ان پر ظلم کیا بلکہ وہ خود اپنے ہی ظلموں کا نشانہ بن گئے جو وہ اپنی جان پر اور اپنے وقت کے انبیاء پر کیا کرتے تھے۔

اس کے بعد قرآن کریم یہ ذکر فرماتا ہے کہ اندھیروں کو ہمیشہ کے لئے انسان پر مسلّط نہیں کیا جاتا جیسا کہ زمین میں بھی رات اور دن آپس میں بدلتے رہتے ہیں۔ اور ایک نہایت ہی اعلیٰ درجہ کے فصیح و بلیغ کلام میں متنبہ کیا گیا کہ اگر رات ہمیشہ کے لئے مسلّط ہوتی تو اُن اندھیروں میں تم دیکھ تو نہیں سکتے تھے مگر سننے کے کان ہوتے تو سن تو سکتے تھے۔ پس ان کو ظلمات کے خطرات سے آگاہ کیا جارہا ہے۔ پھر اگر دن ہمیشہ کے لئے مسلّط ہوتا تو نہ سننے والوں کو بھی دن کی روشنی میں تو رستہ دکھائی دینا چاہئے تھے۔ پھر وہ کیوں نہیں دیکھتے؟

اس کے بعد قارون کا ذکر فرمایا گیا جسے بے شمار دولت عطا کی گئی تھی اور لوگ حسرت سے اسے دیکھتے تھے کہ کاش! ان کو بھی ویسی ہی دولت ملے لیکن اس کا انجام یہ ہوا کہ وہ اپنے خزانوں سمیت زمین میں دفن ہو گیا۔ اسی سورت کے شروع میں یہ تنبیہ کی گئی تھی کہ اللہ تعالیٰ صرف سمندروں میں غرق کرنے کی ہی طاقت نہیں رکھتا بلکہ اگر اللہ چاہے تو بعض متکبرین اپنی دولتوں سمیت ہمیشہ کے لئے زمین میں دفن کر دیے جائیں۔ جیسا کہ فی زمانہ بھی ہم یہی دیکھتے ہیں کہ زلزلوں سے زمین پھٹتی ہے اور کثیر آبادیاں اور اس زمانہ کی بڑی بڑی بھاری ایجادات زمین میں دفن ہو جاتی ہیں اور پھر کوئی ان کا نام و نشان نہیں ملتا۔

ان آیات کے بعد ایک ایسی آیت (نمبر 86) ہے جو دشمنوں پر قطعی طور پر یہ ثابت کرنے کے لئے کافی تھی کہ یہ اللہ کا کلام ہے اس نے ہر حال پورا ہو کر رہنا ہے اور وہ یہ تھی کہ تجھے ہم دوبارہ معاد یعنی مکہ میں داخل کریں گے۔ پس انہوں نے اپنی آنکھوں کے سامنے اس معجزہ کو پورا ہوتے دیکھ لیا۔ پھر ماضی یا مستقبل کی پیشگوئیوں میں شک کی کونسی گنجائش رہ جاتی ہے؟ پھر نتیجہ یہی نکالا گیا کہ توحید باری تعالیٰ کے سوا کچھ بھی ثابت نہیں۔ جو ہلاکت کے ذکر گزرے ہیں ان سے یہ پتہ چلتا ہے کہ ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے خواہ وہ اللہ کے غضب کے نیچے آ کر ہلاک ہو یا قانونِ قدرت کے تابع اپنے انجام کو پہنچے۔ صرف ایک اللہ کا جلوہ ہے جو دائمی ہے۔

(قرآن کریم اردو ترجمہ مع سورتوں کا تعارف از حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ، صفحہ 665-666)

سورۃ العنکبوت

یہ سورت مکی ہے اور بسم اللہ سمیت اس کی ستر آیات ہیں۔

اس سورت کا آغاز ایک دفعہ پھر الٓمّٓ سے کیا گیا ہے جس میں یہ اشارہ بھی مضمر ہو سکتا ہے کہ ایک دفعہ پھر اللہ تعالیٰ سورۃ البقرہ کے مضامین کو نئے انداز میں دہرائے گا۔ چنانچہ جیسا کہ سورۃ البقرۃ میں یہود کا ذکر تھا کہ اُن کا ایمان لانا اس وقت تک اللہ تعالیٰ کو قبول نہ ہوا جب تک وہ آزمائشوں پر پُورا نہ اُترے۔ اب اس سورت میں بھی اسی مضمون کا اعادہ ہے۔ اس دور یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں بھی پہلے لوگوں کی طرح محض ایمان کا دعویٰ کرنا کافی نہیں ہو گا بلکہ لازماً تمام آزمائشوں سے گزرنا ہو گا جن سے پہلی قوموں کو گزارا گیا۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ بعض لوگوں کو اپنے ماں باپ کی طرف سے بھی کڑی آزمائش کا سامنا ہوتا ہے جو مشرک ہونے کی بنا پر اپنے بچوں کو شرک کی طرف بلاتے ہیں۔ مگر انسان کو یاد رکھنا چاہئے کہ ماں باپ جن کے حق میں اللہ تعالیٰ نے احسان کی تعلیم دی ہے ان سے بہت بڑھ کر اللہ کا اپنے بندوں پر احسان ہے اس لئے کسی قیمت پر بھی وہ ماں باپ کی خاطر شرک کو قبول نہ کریں۔

جس طرح سورۃ البقرۃ کے آغاز میں ہی منافقین کا ذکر ملتا ہے اور ان کی اندرونی بیماریوں سے پردہ اٹھایا گیا ہے اسی طرح اس سورت میں بھی اب منافقین کا ذکر چلتا ہے اور ان کی طرح طرح کی روحانی بیماریوں کا تجزیہ فرمایا جارہا ہے۔

ایمان کا دعویٰ کرنے والے اس آزمائش میں سے بھی گزرتے ہیں کہ ان کے بڑے لوگ ان کو کہتے ہیں کہ ہمارے پیچھے لگ جاؤ۔ اگر ہمارا مسلک غلط بھی ہوا تو ہم تمہارے بوجھ اٹھا لیں گے۔ حالانکہ یہ دعویٰ کرنے والے نہ صرف اپنا بوجھ اٹھائیں گے بلکہ اپنے متبعین کو گمراہ کرنے کا بوجھ بھی اٹھائیں گے اور اس امر کا فیصلہ قیامت کے دن ہی ہو گا کہ وہ اللہ تعالیٰ پر کیسے کیسے افترا باندھا کرتے تھے۔

اس کے بعد حضرت نوحؑ، حضرت ابراہیمؑ، حضرت لوطؑ اور بہت سے ایسے گزشتہ انبیاء کی قوموں کا ذکر ہے جو اپنے وقت کے رسولوں کی مخالفت کی وجہ سے ہلاک کی گئیں اور ان کے نشانات اس زمین میں آج تک باقی ہیں۔ آثارِ قدیمہ کا علم رکھنے والے بہت سی قوموں کا کھوج لگا بھی چکے ہیں اور بہت سی قوموں کا کھوج لگانا ابھی باقی ہے۔ یہاں تک کہ کشتیٔ نوحؑ کے متعلق بھی دعویٰ کیا جاتا ہے کہ آثارِ قدیمہ کے علماء اس کی کھوج سے غافل نہیں اور ضرور ایک دن کھوج نکال لیں گے۔

اس کے بعد اس سورت کی مرکزی آیت (نمبر 42) میں، جس کا سورت کے عنوان العنکبوت سے تعلق ہے، یہ ذکر فرمایا جارہا ہے کہ جو لوگ بھی اللہ کے سوا معبود ٹھہراتے ہیں ان کی مثال تو ایک مکڑی کی سی ہے جو ایک بہت پیچ دار جالا بُنتی ہے۔ اس طرح ان لوگوں کے استدلال بھی نہایت پیچ دار مگر فی الحقیقت نہایت احمقانہ ہیں۔ اور ان میں پھنسنے والوں کی مثال بھی ان احمق مکھیوں کی طرح ہے جو مکڑی کے جالے میں پھنس کر اس کا شکار ہو جاتی ہیں اور انہیں علم نہیں کہ مکڑی کے جالے سے کمزور تر اور کوئی پھندا نہیں۔

مکڑی کے جالے میں یہ تضاد پایا جاتا ہے کہ اگرچہ اس کے لعاب سے پیدا ہونے والے دھاگے میں اتنی طاقت ہوتی ہے کہ اس موٹائی اور وزن کے لوہے کے دھاگے میں بھی ویسی طاقت نہیں ہوتی مگر اس کے باوجود وہ ایک کمزور ترین پھندا ثابت ہوتا ہے۔ پس دشمنوں کے لئے ایک چیلنج ہے کہ وہ مضبوط پھندے بھی بنا کر دیکھ لیں ان کا حشر مکڑی کے بنائے ہوئے پھندے کے سوا کچھ نہیں ہو گا جو بظاہر مضبوط ہے مگر حقیقتاً انتہائی کمزور ثابت ہوتا ہے۔

اس سورت کی آخری آیت میں اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو جو اُسے اخلاص سے تلاش کرتے ہیں یہ خوشخبری دیتا ہے کہ ان کا کوئی بھی مسلک ہو، اگر اللہ چاہے تو انہیں بالآخر صراطِ مستقیم تک پہنچا دے گا۔ اور دنیا کے ہر مذہب میں وہ سچائیاں موجود ہیں کہ ان پر غور کرنے کے نتیجہ میں بالآخر اسلام کی سچائی اور صراطِ مستقیم کی طرف ان کی ہدایت ممکن ہے، اگر اللہ چاہے۔

(قرآن کریم اردو ترجمہ مع سورتوں کا تعارف از حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ، صفحہ 683-684)

غلام مصباح بلوچ۔استاد جامعہ احمدیہ کینیڈا

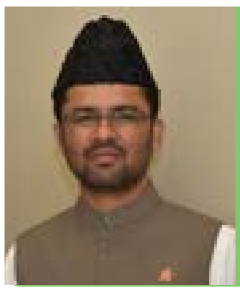

حضرت سید دلاور شاہ بخاری رضی اللہ عنہ۔ لاہور

حضرت سید دلاور شاہ بخاری رضی اللہ عنہ ولد سید حسین شاہ صاحب بخاری کوچہ چابک سواراں لاہور کے رہنے والے تھے۔ آپ 1887ء میں پیدا ہوئے اور 26/ مئی 1904ء کو بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔(اخبار نور قادیان 17/ جولائی 1942ء صفحہ 7) محترم شیخ عبدالقادر صاحب سابق سوداگر مل آپ کے حوالے سے تاریخ احمدیت لاہور میں لکھتے ہیں:

”جب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کر کے واپس لاہور پہنچا تو گھر میں کسی شخص نے میری مخالفت نہیں کی اور اس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت مولوی محمد غوث صاحب جو میرے نانا تھے وہ حضرت اقدس کی شخصیت سے بے حد متاثر تھے، مجھ سے حضور کی کتابیں پڑھوا کر سنا کرتے تھے۔ حضرت اقدس کی بعض تحریریں سن کر ان کے آنسو نکل آتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ یہ کوئی معمولی انسان نہیں۔ نانا صاحب نے حضور کی بیعت بھی کر لی تھی۔ آپ چینیاں والی مسجد کے متولی تھے۔“ محترم شیخ عبدالقادر صاحب مزید لکھتے ہیں: ”محترم مولوی محب الرحمٰن صاحب فرماتے ہیں حضرت شاہ صاحب نہایت ہی مخلص، نیک اور فنافی الاحمدیت تھے۔ جوانی سے لے کر بڑھاپے تک تبلیغ، بحث مباحثہ اور خدمت جماعت میں مصروف رہے۔ ابتداء میں احمدیہ ہوسٹل کے سپرنٹنڈنٹ بھی رہے۔ غیر احمدیوں اور غیر مسلموں کے جلسوں میں احمدیت پر اعتراضات کے جواب کے لئے سینہ سپر رہتے تھے۔ نہایت قابل لیکچرار تھے۔ جماعت کے سیکرٹری تبلیغ تھے اور خطبات جمعہ نہایت قابلیت سے دیتے تھے۔“

(تاریخ احمدیت لاہور صفحہ 345 تا 347)

آپ لاہور جماعت کے فعال ممبران میں سے تھے۔ حضرت چودھری سر محمد ظفر اللہ خان صاحبؓ لاہور جماعت کے امیر بنائے جانے کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ”.... حضرت صاحبؓ نے جب جماعت سے مشورہ طلب فرمایا کہ لاہور کی جماعت میں امیر کسے مقرر کیا جائے تو حسب توقع جماعت کی رائے دو بزرگوں قریشی محمد حسین صاحبؓ اور سید دلاور شاہ صاحب کے حق میں تھی ....“

(تحدیث نعمت صفحہ 212)

آپ لاہور سے جاری ہونے والے ایک اخبار دی مسلم آؤٹ لک (The Muslim Outlook) کے ایڈیٹر بھی رہے۔ اُسی دور میں راجپال ایک آریہ سماجی شخص نے ”رنگیلا رسول“ نامی ایک نہایت ہی دل آزار کتاب شائع کی جس کی وجہ سے راجپال کو زیر دفعہ 153۔ الف تعزیرات ہند چھ ماہ قید با مشقت اور ایک ہزار روپے جرمانے کی سزا ہوئی، اس پر راجپال نے پنجاب ہائی کورٹ میں اپیل دائر کی جس پر جج کنور دلیپ سنگھ نے اسے بری کر دیا۔ حضرت سید دلاور شاہ بخاری صاحبؓ نے 14/ جون 1927ء کے شمارے میں اس فیصلے کے خلاف ”مستعفی ہو جاؤ“ کے عنوان سے ایک اداریہ لکھا جس پر پنجاب ہائی کورٹ کی طرف سے توہین عدالت کا نوٹس پہنچ گیا۔ حضرت سید دلاور شاہ بخاری صاحبؓ ہائی کورٹ کا نوٹس لے کر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ بعض لوگوں کا مشورہ ہے کہ اداریہ لکھنے پر معذرت کر لی جائے مگر حضورؓ نے فرمایا:

”ہمارا فرض ہونا چاہیے کہ صوبہ کی عدالت کا مناسب احترام کریں لیکن جبکہ ایک مضمون آپ نے دیانتداری سے لکھا ہے اور اس میں صرف ان خیالات کی ترجمانی ہے جو اِس وقت ہر مسلمان کے دل میں اٹھ رہے ہیں تو اَب آپ کا فرض سوائے اس کے کہ اس سچائی پر مضبوطی سے قائم رہیں اور کیا ہو سکتا ہے۔ یہ رسول کریم ﷺ کی محبت کا سوال ہے اور ہم اس مقدس وجود کی عزت کے معاملہ میں کسی کے معارض بیان پر بغیر آواز اٹھائے نہیں رہ سکتے ہیں۔ میں قانون تو جانتا نہیں، اس کے متعلق تو آپ قانون دان لوگوں سے مشورہ لیں مگر میری طرف سے آپ کو یہ مشورہ ہے کہ آپ اپنے جواب میں لکھوا دیں کہ اگر ہائی کورٹ کے ججوں کے نزدیک کنور دلیپ صاحب کی عزت کی حفاظت کے لئے تو قانون انگریزی میں کوئی دفعہ موجود ہے لیکن رسول کریم ﷺ کی عزت کی حفاظت کے لئے کوئی دفعہ موجود نہیں تو میں بڑی خوشی سے جیل خانہ جانے کے لیے تیار ہوں۔“

حضرت سید دلاور شاہ بخاری رضی اللہ عنہ

(یکم جولائی 1927ء صفحہ 3)

چنانچہ اس مقدمے کی سماعت 22/ جون 1927ء کو ہائی کورٹ کے فل بنچ نے کی جس میں آپ نے اپنا ایمان افروز بیان دیا، اس بیان کے آغاز میں آپ نے سورۃ توبہ کی یہ آیت تلاوت کی: قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ ِۨاقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۳۳﴾

عدالت عالیہ پنجاب میں دیا گیا آپ کا بیان اخبار الفضل 28/ جون 1927ء صفحہ 7 پر شائع شدہ ہے۔ اس مقدمے کی پیروی حضرت چودھری سر محمد ظفر اللہ خان صاحبؓ نے کی، اس مقدمہ کی کاروائی کی مفصل رپورٹ اخبار الفضل یکم جولائی 1927ء میں شائع شدہ ہے۔ بہر حال مقدمے میں آپ کو چھ ماہ قید اور ساڑھے سات سو روپیہ جرمانہ ہوا اور اسی طرح اخبار کے پروپرائیٹر مولوی نور الحق صاحب کو تین ماہ قید اور ایک ہزار روپیہ جرمانہ ہوا۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے اپنے مضمون ”رسول کریم ﷺ کی عزت کا تحفّظ اور ہمارا فرض“ میں فرمایا:

”ہمارے بھائی آج جیل خانہ میں ہیں لیکن اپنے نفس کے لئے نہیں، اپنی عزت کے لئے نہیں، کسی دنیوی غرض کے لئے نہیں..... بلکہ صرف اس لئے کہ انہوں نے رسول کریم ﷺ کی عزت کے لئے غیرت کا اظہار کیا۔ ان کی یہ بہادرانہ روش ہمیشہ کے لئے یادگار رہے گی کہ دونوں نے سارا بوجھ اپنے ہی سر پر اُٹھانے کی کوشش کی ہے..... اس مصیبت کی آگ میں سے یہ ایک ایسی خوشبو اُٹھی ہے کہ باوجود صدمہ زدہ ہونے کے دماغ معطر ہو رہا ہے۔ گورنمنٹ کے جیل خانے بے وفاؤں اور غداروں کے لئے تیار کیے گئے تھے لیکن آج انہیں دو وفادار شخص جنہوں نے دو جہاں کے سردار سے بھی وفاداری کی اور گورنمنٹ کی بھی وفاداری کی زینت دے رہے ہیں۔“

(رسول کریم کی عزت کا تحفظ اور ہمارا فرض، انوار العلوم جلد 9 صفحہ 560۔ و الفضل یکم جولائی 1927ء)

قید میں ایک ماہ گزرنے پر آپ نے جیل سے حضور انورؓ کی خدمت میں درج ذیل عریضہ لکھا:

”سپیشل کلاس والے ہر ماہ ایک چٹھی لکھنے اور ایک ملاقات کے حقدار ہوتے ہیں۔ 21/ جولائی 1927ء کو ایک ماہ ہو چکے ہیں اس لیے ملاقات کر کے پریس کے معاملات کے متعلق مناسب ہدایات دے دی تھیں اور کاروبار کے متعلق دریافت حالات کر لیا تھا اور پہلی چٹھی حضور والا کی خدمت اقدس میں ارسال کرتا ہوں۔ چونکہ فی الحال کوئی دوسری چٹھی نہیں لکھ سکتا اس لیے مجبوراً حضور کی وساطت سے تمام برادران جماعت کی خدمت میں اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ عرض کرنے کے بعد درخواست دعا کرتا ہوں۔“

(الفضل 9/ اگست 1927ء صفحہ 9)

بہر حال ناموس رسالتؐ کے لیے آپ کی یہ غیر مندانہ جرات واقعی ایسی ایمان افروز ہے کہ حضرت مصلح موعودؓ کے فرمان کے مطابق ”ان کی یہ بہادرانہ روِش ہمیشہ کے لئے یادگار رہے گی۔“

آپ نے 16/ جون 1944ء کو قریباً 57 سال کی عمر میں وفات پائی اور بوجہ موصی (وصیت نمبر 6161) ہونے کے بہشتی مقبرہ قادیان میں دفن ہوئے۔ اخبار الفضل نے خبر وفات دیتے ہوئے لکھا:

”یہ خبر رنج و افسوس کے ساتھ سنی جائے گی کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی جناب سید دلاور شاہ صاحب بخاری 16/ جون کی شب لاہور میں انتقال فرما گئے۔ اگلے روز لاش قادیان لائی گئی، حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب نے نماز جنازہ پڑھائی اور مرحوم کو قطعہ صحابہ میں دفن کیا گیا۔ مرحوم کا خلوص، قربانی اور جذبۂ خدمت قابل تعریف تھا۔ صحت کے خراب ہونے کے زمانہ میں بھی کئی سال تک اخبار سن رائز میں کام کرتے رہے۔ نہایت قانع اور راضی برضا الٰہی رہنے والے انسان تھے۔ ہر ابتلا کو مردانہ وار اور پختہ عزم کے ساتھ برداشت کرتے رہے۔ مرحوم نے فارغ البالی کا زمانہ دیکھا تھا اور ایک اچھی ملازمت قومی خدمت کی خاطر ترک کر دی تھی۔ راجپال کے مقدمہ میں آپ نے بحیثیت ایڈیٹر مسلم آؤٹ لک ہائی کورٹ کے ایک فیصلہ پر بڑی جرات کے ساتھ رائے زنی کی، اس بنا پر آپ پر توہین عدالت کا مقدمہ چلا اور چھ ماہ قید کی سزا ہوئی۔ مرحوم کو تبلیغ کا بہت شوق تھا اور مذہبی مسائل پر تقریر کا خاص ملکہ رکھتے تھے۔ ایک بے لوث خدمت کرنے والے وجود کا اٹھ جانا نہایت افسوس ناک ہے خصوصاً جماعت لاہور کے لیے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ.... اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَہٗ وَارْحَمْہُ۔“

(الفضل 23/ جون 1944ء صفحہ 2)

قمر احمد ظفر۔ جرمنی

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مؤرخہ یکم؍ اکتوبر 2021ء

بصورت سوال و جواب

سوال: رسولِ کریم ﷺ کی وفات کے بعد جو لڑائیاں ہوئی ہیں اُن میں اکثر اوقات کس چیز کی قلّت ہوتی تھی؟

جواب: مسلمانوں کی

سوال: کس لڑائی میں سپاہیوں کی بہت کمی تھی، حضرت ابوعُبیدہؓ نے حضرت عمرؓ کو لکھا دشمن بہت زیادہ تعداد میں ہے اِس لیے اور فوج بھیجنے کا بندوبست فرمادیں، حضرت عمرؓ نے جائزہ نیز جلسہ ٔمشاورت کے بعد حضرت ابوعُبیدہؓ کو کیا لکھا؟

جواب: شام؍ چھ ہزار سپاہی تمہاری مدد کے لیے بھیج رہا ہوں، تین ہزار آدمی تو فلاں فلاں قبائل میں سے۔ اور باقی تین ہزار کے برابر عَمرؓو بن معدیکَرِب کو بھیج رہا ہوں۔

سوال: کن کا فرمان ہے کہ ہمارے ایک نوجوان کو اگر تین ہزار آدمی کے مقابلہ میں بھیجا جائے تو وہ کہے گا کہ کیسی خلافِ عقل بات ہے، کیا خلیفہ کی عقل ماری گئی ہے، ایک آدمی کبھی تین ہزار کا مقابلہ کر سکتا ہے لیکن اُن لوگوں کے ایمان کتنے مضبوط تھے؟

جواب: حضرت المصلح الموعودؓ

سوال: حضرت ابوعُبیدہؓ کو حضرت عمرؓ کا خط ملا تو اُنہوں نے اُسے پڑھ کر اپنے سپاہیوں کو کس بات پر کہا کہ خوش ہو جاؤ؟

جواب: کل عَمرؓو بن معدیکَرِب تمہارے پاس پہنچ جائے گا۔

سوال: مسلمان خلیفۂ وقت کی بات کو کس قدر اہمیّت دیتے تھے؟

جواب: اتنی کہ حضرت عمرؓ نے عَمرؓو بن معدیکَرِب کو تین ہزار سپاہیوں کا قائمقام بنا کر بھیجا تو سپاہیوں نے اعتراض نہیں کیا کہ اکیلا آدمی کس طرح تین ہزار کا مقابلہ کر سکتا ہے بلکہ اُسے تین ہزار کے برابر ہی سمجھا اور بڑی شان و شوکت سے اُس کا استقبال کیا اور مسلمانوں کے اِس استقبال کی وجہ سے دشمن کے دل ڈر گئے اور وہ یہ سمجھے کہ شائد لاکھ؍ دو لاکھ فوج مسلمانوں کی مدد کو آگئی ہے، اِس لیے میدانِ جنگ سے اُن کے پاؤں اکھڑ گئے اور وہ شکست کھا کر بھاگ گئے۔

سوال: حضرت المصلح الموعودؓ کے بیان فرمودہ مذکورہ بالا واقعہ کے تناظر میں حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ’’سردست ہمیں بھی اِسی طرح اپنے دل کو اطمنان دینا ہو گا!‘‘ کی کیا تصریح فرمائی؟

جواب: یہ آپؓ بتا رہے تھے کہ یورپ میں، سپین میں اور سسلی وغیرہ میں تبلیغ کس طرح کرنی ہے، اُس ضمن میں یہ واقعہ بیان کیا ہے۔

سوال: علامہ شبلی نعمانی کے مطابق بیت المقدس کی فتح کے بعد کن کے اصرار پر حضرت عمرؓ نے حضرت عمرؓو بن العاص کو چار ہزار کا لشکر دے کر مصر کی طرف روانہ کیا لیکن ساتھ کیا حکم دیا؟

جواب: حضرت عمرؓو بن العاص؍ اگر مصر پہنچنے سے پہلے میرا خط ملے تو واپس لَوٹ آنا!

سوال: حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے حضرت عمرؓو بن العاص کو حضرت عمر فاروقؓ کے خط ملنے اور اِسے پڑھنے کی مختلف روایات کے تناظر میں کیا ارشاد فرمایا؟

جواب: روایت وہی صحیح لگتی ہے کہ عریش؍ مصر کی حدود میں پہنچنے کے بعد اِن کو خط ملا، نہیں تو یہ نہیں ہو سکتا کہ بہانے بنائے جائیں کہ ہم مصر پہنچیں گے تو خط کھولوں گا۔

سوال: حضرت عمرؓو بن العاص نے ’’فرما‘‘ پر قابض ہونے کے لیے کیا منصوبہ بنایا؟

جواب: اچانک حملہ کر کے فصیل کے دروازوں کو کھول دیا جائے یا پھر اُس وقت تک صبر کے ساتھ محاصرہ جاری رکھا جائے جب تک کہ شہریوں کی خوراک ختم نہ ہو جائے اور بھوک سے بے تاب ہو کر باہر نہ نکل آئیں۔

سوال: ’’فرما‘‘ کے بعد حضرت عمرؓو بن العاص نے کہاں کا رخ کیا نیز حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ’’بابلیون‘‘ کی وجہ تسمیّہ کیا بیان فرمائی؟

جواب: بلبیس؍ قدیم لغت میں دیارِ مصر کے لیے یہ نام استعمال ہوتا ہے، بالخصوص جہاں فُسطاط آباد ہوئے اُسے بابلیون کہا جاتا تھا۔

سوال: رومیوں نے کن مطلوبہ سفیروں کو حضرت عمرؓو بن العاص کے پاس بھیجا، آپؓ نے اُن کے سامنے کیا تجویز رکھی نیز اہلِ مصر کے بارہ میں رسولِ کریم ﷺ کا کونسا فرمان پیش کیا؟

جواب: ابومریم اور ابومریام، اسلام لانے یا جِزیہ دینے؍ ’’تم مصر کو فتح کرو گے، وہ ایسا ملک ہے جہاں قیراط کا نام چلتا ہے، پس جب تم اُسے فتح کر چکو تو اُس کے رہنے والوں سے احسان کا سلوک کرنا کیونکہ اُن کے لیے ذمّہ داری اور صلہ ٔرحمی ہے یا فرمایا! ذمّہ داری اور مُصاہرت ہے۔‘‘

سوال: قِبطیوں کا سردار اور شاہِ روم کی طرف سے حاکم مصر کون تھے؟

جواب: مقوقس اور ارطبون (اَطرَبُون)

سوال: معرکہ ٔبلبیس میں ارطبون کے لشکر کی تعداد کتنی بیان کی جاتی ہے، مسلمانوں کی کتنی تعداد شہید ہوئی نیز رومیوں کے کتنے افراد قتل ہوئے؟

جواب: 12 ہزار، مسلمانوں کی اچھی خاصی تعداد اِس معرکہ میں شہید ہوئی، رومیوں کے ایک ہزار سپاہی قتل، تین ہزار سپاہی گرفتار ہوئے اور ارطبون میدان چھوڑ کر بھاگ گیا اور بعض نے کہا وہ اِسی جنگ میں مارا گیا۔

سوال: مؤرّخین اِس بات پر متّفق ہیں کہ مسلمان بلبیس میں ایک مہینہ تک رہے، اِس دوران لڑائی ہوتی رہی اور آخر میں فتح مسلمانوں کو ہوئی لیکن کس امر میں اِن کا اختلاف ہے؟

جواب: یہ جنگ شدید تھی یا کم!

سوال: جب مسلمانوں نے ارمانوسہ کو گرفتار کیا تو حضرت عمرؓو بن العاصؓ نے تمام صحابہ کرامؓ کی ایک مجلس بلائی اور اُنہیں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان سنایا!

هَلۡ جَزَآءُ الۡاِحۡسَانِ اِلَّا الۡاِحۡسَانُ ﴿۶۱﴾ (الرّحمٰن: 61)

کیا اِحسان کی جزاء اِحسان کے سواء کچھ اور بھی ہو سکتی ہے، اِس آیت کے حوالہ سے کیا کہا نیز اپنی کس رائے کا اظہار کیا جسے سب نے درست قرار دیا؟

جواب: مقوقس نے ہمارے نبی ﷺ کے پاس ہدیّہ بھیجا تھا، اِس لڑکی اور اُس کے ساتھ جو دیگر خواتین اور اِس کے خدمت گزار ہیں اور جو مال ہمیں ملا ہے وہ سب کچھ مقوقس کے پاس بھیج دو!

سوال: خادمہ کے خدشہ پر کہ ہم ہر طرف سے عربوں کے گھیرے میں ہیں، ارمانوسہ نے کن غیر معمولی جذبات کا اظہار کیا؟

جواب: مَیں عربی خیمہ میں جان اور عزّت کو محفوظ سمجھتی ہوں لیکن اپنے باپ کے قلعہ میں اپنی جان محفوظ نہیں سمجھتی۔

سوال: فتح بلبیس کے بعد حضرت عمرؓو بن العاصؓ صحرا کی سرحد پر پیش قدمی کرتے ہوئے کس بستی کے قریب جا پہنچے؟

جواب: اُم دُنَین

سوال: اسکندریہ کے بعد شہر مصر کا سب سے بڑا، رومیوں کا ناقابلِ تسخیر قلعہ کونسا تھا نیز اُم دُنَین کو کس وجہ سے اہلِ مصر کے محبوب علاقہ، جو گزشتہ زمانوں کے فرعونوں کا دارالحکومت بھی رہ چکا تھا، کی ’’سب سے پہلی دفاعی چوکی‘‘ کہا جا سکتا ہے؟

جواب: بابلیون؍ یہ بستی بابلیون کے شمال میں تھی۔

سوال: حضرت عمرؓو بن العاصؓ نے جاسوسوں کی خبروں سے اندازہ ہونے پر کہ اُن کی فوج قلعہ بابلیون کی فتح یا اُس کے محاصرہ کے لیے ناکافی ہے، کیا کیا؟

جواب: اُنہوں نے قاصد کے ہاتھ ایک خط مدینہ بھیجا اور اُس میں اپنے سفرِ مصر کے حالت، قلعوں کی تفصیلات اور اُن پر حملہ کرنے کے لیے کمک کی ضرورت کا اظہار کیا۔

سوال: اسلامی لشکر کی مدد کے لیے حضرت عمر فاروقؓ نے چار ہزار سپاہی بھیجے اور ہر ہزار آدمی پر ایک امیر مقرر کیا، اِن اُمراء کے نام کیا تھے نیز آپؓ نے یہ کمک بھیجنے کے ساتھ حضرت عمرؓو بن العاص کو کیا خط لکھا؟

جواب: حضرت زبیرؓ بن العوام، حضرت مِقدادؓ بن اَسود، حضرت عُبادہؓ بن صامت اور حضرت مسلمہؓ بن مخلّد (ایک قول کے مطابق اِن کی جگہ خارجہؓ بن حُذافہ امیر تھے)؍ تمہارے ساتھ بارہ ہزار مجاہدین ہیں، یہ تعداد کی کمی کی وجہ سے کبھی مغلوب نہیں ہو گی۔

سوال: اُم دُنَین کی فتح کے بعد حضرت عمرؓو بن العاص اپنی فوج کے

ساتھ کس طرف بڑھے اور اِس کا زبردست محاصرہ کیا، یہ محاصرہ کتنے عرصہ تک جاری رہا نیز اَب اِس علاقہ کا نام کیا ہے؟

جواب: قلعہ بابلیون، مسلسل سات ماہ تک / فُسطاط

سوال: فُسطاط کی وجۂ تسمیہ کیا ہے؟

جواب: عربی میں خیمہ کو فُسطاط کہتے ہیں، حضرت عَمروؓ بن العاص نے قلعہ کو فتح کرنے کے بعد جب یہاں سے کُوچ کرنے کا حکم دیا تو اتّفاق سے ایک کبوتر نے اِن کے خیمہ میں گھونسلہ بنا لیا تھا جب اُن کی نظر اِس پر پڑی تو اُنہوں نے حکم دیا کہ اِس خیمہ کو اِدھر ہی رہنے دو اور حضرت عَمروؓ نے اسکندریہ سے واپس آکر اسی خیمہ کے قریب شہر بسایا، اِس لیے یہ شہر فُسطاط کے نام سے مشہور ہو گیا۔

سوال: جب قلعہ بابلیون کی فتح میں زیادہ تاخیر نظر آئی تو حضرت زبیر بن العوامؓ کیا کہنے لگے؟

جواب: اب میں اپنی جان اللہ کے راستہ میں ہبہ کرنے جا رہا ہوں، مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اِسی سے مسلمانوں کو فتح عطا فرمائے گا۔

سوال: فتح قلعۂ بابلیون کے بعد اسلامی فوج نے مصر میں مختلف علاقوں اور قلعوں پر فتوحات حاصل کیں، اِن میں سب سے نمایاں کونسے تھے؟

جواب: طرنوط، نقیوش، سُلطیس، کریون وغیرہ

سوال: بعد از فتح فُسطاط حضرت عمر فاروقؓ نے کس فتح کی اجازت بھی دے دی نیز اِس کی اہمیّت کا اندازہ کس بات سے لگایا جا سکتا ہے؟

جواب: اسکندریہ / جس وقت مسلمانوں نے اسکندریہ کو فتح کیا، اُس وقت اُس شہر کو دارالحکومت کی حیثیت حاصل تھی، قسطنطنیہ کے بعد بازنطینی رومی بادشاہت کا دوسرا بڑا شہر مانا جاتا تھا مزید بر آں دنیا کا سب سے پہلا تجارتی شہر تھا۔

سوال: پریشانی کی حالت میں کس نے یہاں تک کہہ دیا تھا کہ اگر عرب، اسکندریہ پر غالب آگئے تو رومی ہلاک ہو جائیں گے؟

جواب: ہرقل

سوال: اسکندریہ میں لڑنے کے لیئے ہرقل نے بنفسِ نفیس تیاری کی تھی لیکن تیاری کے دوران مَر گیا تو کون بادشاہ بنا؟

جواب: اُس کا بیٹا قسطنطین

سوال: اسکندریہ اپنی فصیلوں کی اُستواری، ضخامت، محلّ وقوع اور بوجہ محافظوں کی کثرت کس اعتبار سے اپنا ایک منفرد مقام رکھتا تھا نیز اِس کا محاصرہ کتنی دیر تک جاری رہا، اِس پر حضرت عمر فاروقؓ نے خط لکھ کر اپنی تشویش کا اظہار کس طرح سے فرمایا؟

جواب: دفاعی، نو ماہ، شائد وہاں رہ کر تم لوگ عیش پرست ہو گئے ہو ورنہ فتح میں اِس قدر دیر نہ ہوتی!

سوال: حضرت عمر فاروقؓ فتح اسکندریہ کا حال سن کر زمین پر گرے اور سجدۂ شکر ادا کیا نیز اُٹھ کر مسجد میں کیا منادی کرائی جسے سنتے ہی تمام مدینہ اُمڈ آیا؟

جواب: اَلصَّلٰوۃُ جَامِعَۃٌ

سوال: حضرت عمر فاروقؓ کے قاصد سے استفسار پر کہ سیدھے میرے پاس کیوں نہیں آئے، اُس نے کیا عرض کی نیز اُس پر آپؓ نے کیا ارشاد فرمایا؟

جواب: مَیں نے سوچا آپؓ آرام کر رہے ہوں گے / میرے متعلّق تم نے یہ گمان کیوں کیا، مَیں دن کو سوؤں گا تو خلافت کا بار کون اٹھائے گا!

سوال: کس فتح کے ساتھ سارا مصر فتح ہو گیا؟

جواب: اسکندریہ

سوال: اسکندریہ کی فتح کے ضمن میں مخالفین بالخصوص عیسائی مصنّفین کی طرف سے کیا اعتراض کیا جاتا ہے نیز اِس کے ساتھ کیا تأثر پیدا کرنے کی کوشش کی جاتی ہے؟

جواب: حضرت عمر فاروقؓ نے اسکندریہ میں موجود ایک بہت بڑے کتب خانہ کو جلانے کا حکم دیا تھا / مسلمان نعوذ باللہ! کس قدر علم و عقل کے مخالف تھے اور اسکندریہ میں موجود اتنے بڑے کتب خانہ کو جلا دیا کہ چھ ماہ تک آگ جلتی رہی۔

سوال: عقل و نقل دونوں اعتبار سے مذکورہ بالا اعتراض کس طرح سے سراسر بناوٹی اور جعلی معلوم ہوتا ہے؟

جواب: کیونکہ جس قوم کو اُس کے رہبر و رہنما رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ نے یہ فرمایا ہو کہ طَلَبُ الۡعِلۡمِ فَرِیۡضَۃٌ عَلٰی کُلِّ مُسۡلِمٍ کہ علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے اور جس نے یہ حکم دیا ہو اُطۡلُبُوا الۡعِلۡمَ وَلَوۡ بِالصِّیۡنِ کہ علم حاصل کرو خواہ چین جانا پڑے اور جن کے لیے قرآنِ حکیم میں علم و عقل اور تدبّر و تفکّر کے لیے درجنوں احکام و آیات موجود ہوں، ایسے لوگوں پر کتب خانہ کو جلانے کا الزام لگانا عقل اور درایت کے اصولوں کے خلاف ہے۔

سوال: حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ نے اپنی کس کتاب میں اسکندریہ کے کتب خانہ کی تباہی کے اعتراض کا ذکر کر کے اِس کا جواب دیا ہے نیز اِس اعتراض کے جواب میں اِسی کتاب میں مولوی عبد الکریم صاحِب سیالکوٹیؓ نے بھی نوٹ لکھا ہے؟

جواب: تصدیق براہینِ احمدیّہ

سوال: کس نے لکھا ہے کہ جولیئس سیزر نے دشمن کے ہاتھوں میں پڑ جانے کے خوف سے اپنے جہازوں کو آگ لگا دی اور وہی آگ بڑھتے بڑھتے اِس حد تک پہنچ گئی کہ اُس نے اسکندریہ کے مشہور کتب خانۂ عظیم کو بالکل جلا دیا؟

جواب: پلوٹارک نے لائف آف سیزر میں

سوال: برقہ اور طرابلس میں روم کی کچھ فوج قلعہ بند تھی اور موقع ملنے پر لوگوں کے ورغلانے سے وہ مصر میں مسلمانوں پر دھاوا بول سکتے تھے، چنانچہ حضرت عمروؓ بن العاص کب اپنی فوج لے کر برقہ کی طرف چلے نیز اہلِ برقہ نے کس شرط پر مصالحت کر لی؟

جواب: 22 ہجری میں / جزیہ کی ادائیگی

سوال: حضرت عَمروؓ بن العاص برقہ سے نکل کر کس محفوظ و مضبوط قلعوں والے شہر کی طرف بڑھے، جہاں رومی فوج کی بہت بڑی تعداد مقیم تھی نیز اِس سے نمٹنے کے بعد آپؓ کا کیا ارادہ تھا؟

جواب: طرابلس / مغرب کی سمت فتوحات مکمل کر کے تیونس اور اَفریقہ کا رخ کریں۔

سوال: حضرت عمر فاروقؓ کے اسلامی لشکر کو طرابلس میں ٹھہر جانے کا حکم دینے کی وجہ کیا تھی؟

جواب: اسلامی لشکر کو نئے محاذ پر بھیجنے سے ہچکچاتے تھے اور خاص طور پر ایسی حالت میں جب کہ شام سے طرابلس تک تیزی سے فتوحات کے باعث مفتوحہ علاقوں کی طرف سے ابھی بالکل مطمئن نہ ہوئے تھے۔

سوال: سیّدنا حضرت عمر فاروقؓ کے دورِ خلافت میں اسلامی سلطنت کا دائرہ دُور دراز علاقوں کی سرحدوں کو چھوتا ہؤا کس حدّ تک وُسعت اختیار کر گیا تھا؟

جواب: اسلامی سلطنت مشرق میں دریائے جیحون اور دریائے سندھ سے لیکر مغرب میں افریقہ کے صحراؤں تک اور شمال میں ایشیائے کوچک کے پہاڑوں اور آرمینیاء سے لیکر جنوب میں بحر الکاہل اور نُوبہ تک ایک عالمی ملک کی شکل میں دنیا کے نقشہ پر نمودار ہوئی۔

سوال: کِن کے زمانہ میں مسلمان جنگ کے دنوں میں بھی تہجّد پڑھتے تھے حتّٰی کہ ایک دفعہ جب ہرقل نے اُن پر شبخون مارنے کا ارادہ کیا تو اُس پر خوب بحث ہوئی اور آخر کس وجہ سے یہی فیصلہ ہؤا کہ نہ مارا جائے؟

جواب: سیّدنا حضرت فاروقِ اعظمؓ / مسلمانوں پر شبخون مارنا بے سود ہے، اِس لیے کہ وہ تو سوتے ہی نہیں بلکہ تہجّد پڑھتے رہتے ہیں۔

سوال: حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے حضرت المصلح الموعودؓ کی جماعت کو کی گئی کس نصیحت کے تناظر میں تلقین فرمائی کہ یہی بات سمجھنے والی ہے ہر ایک احمدی کے لیے بھی آجکل؟

جواب: مصائب آتے ہیں، مشکلات میں سے گزرنا پڑتا ہے تاکہ روحانی ترقی ہو۔

عاطف وقاص۔ ٹورنٹو کینیڈا

آؤ! اُردو سیکھیں

سبق نمبر 24

گزشتہ چند اسباق سے حروفِ ربط پر بحث جاری ہے۔ آج ہم موضوع کو تبدیل کریں گے اور آج کے سبق میں ہم مذکر و مونث یا اسم کی جنس کے متعلق بحث کریں گے۔

جنس

جنس کا مطلب یہ ہے کہ یہ جاننا کہ ایک اسم یا چیز، چاہے وہ جاندار ہو یا بے جان، مذکر ہے یا مونث ہے۔ اس کی دو اقسام ہیں، حقیقی اور مصنوعی

حقیقی جنس

اس سے مراد جاندار اشیاء کی جنس ہے، اس کی تین اقسام یا کلاسز ہیں ایک نر یعنی مذکر دوسری مادہ یعنی مونث اور تیسری جو نہ نر ہے نہ مادہ۔ اس کے علاوہ اردو زبان نے بے جان اشیاء کو بھی مذکر اور مونث میں تقسیم کیا ہے جیسے کرسی مونث ہے اور میز مذکر۔ دوسری زبانوں میں یہ اصول مختلف ہیں۔ جیسے انگریزی زبان میں عام طور پہ بے جان اشیاء کو نیوٹرل رکھا جاتا ہے یعنی وہ نہ مذکر ہوتی ہیں نہ مونث مگر یہ قاعدہ ہر بے جان چیز یا اسم پر لاگو نہیں ہوتا، جیسے لفظ 'ملک' اردو میں مذکر ہے مگر انگریزی زبان میں مونث۔

مصنوعی جنس

اردو میں جنس کی دو اقسام تو ہیں یعنی مذکر اور مونث، مگر مصنوعی جنس کا استعمال بھی ہوتا ہے۔

اردو میں جب کسی چیز کے مذکر یا مونث ہونے کے لیے کوئی لفظ مخصوص نہ ہو تو مذکر لفظ کی شکل تبدیل کرکے مونث اور مونث لفظ کی شکل تبدیل کرکے مذکر بنا لیا جاتا ہے۔ اسی کو مصنوعی جنس کہا جاتا ہے۔ اکثر اس مقصد کے لیے اس لفظ کا آخری جز یا حرف بدل دیا جاتا ہے۔

امثال

شیشہ (اصل لفظ مذکر)

شیشی (مصنوعی جنس مونث کیونکہ چیز چھوٹی ہے، اور اس کو مونث بنانے کے لیے شیشہ کا آخری جز 'ہ' کو 'ی' سے بدل دیا گیا)

چمچ (اصل لفظ مذکر)

چمچی (مصنوعی جنس مونث کیونکہ چیز چھوٹی ہے، اور اس کو مونث بنانے کے لیے چمچ کے آخر پہ 'ی' کا اضافہ کیا گیا)

بچہ سے بچی

عام اصول

اردو زبان میں عام طور پہ بڑی، بھاری بھرکم، قوی اور عظیم الشان چیزیں مذکر ہیں جیسے پہاڑ، دریا، سمندر، صحرا، ملک، بادشاہ، مذہب وغیرہ۔ جبکہ چھوٹی، کمزور، اور ہلکی پھلکی چیزیں مونث ہیں جیسے ندی، روح، آنکھ، پہاڑی وغیرہ۔ اس کے علاوہ اگر اصل لفظ مذکر ہو جیسے پہاڑ اور اس کی چھوٹی، کمزور یا ہلکی صورت بیان کرنی ہو تو اسے مونث بنا لیا جاتا ہے جیسے پہاڑ سے پہاڑی۔ اسی طرح اگر اصل لفظ مونث ہو اور اس کی بڑی یا بھاری بھرکم شکل بیان کرنی ہو تو اسے مذکر بنا لیا جاتا ہے۔ جیسے رسّی سے رسّا، گولی سے گولہ، پگڑی سے پگ یا پگڑ وغیرہ۔

علامت

اردو میں مذکر الفاظ کے آخر پہ عام طور پہ (ا) آتا ہے جیسے لڑکا، اور مونث الفاظ کے آخر پہ (ی) آتی ہے جیسے لڑکی۔

مشکلات

یہاں ایک بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ اردو زبان میں مذکر و مونث کا اصول کافی الجھا ہوا ہے کوئی ایسا قانون یا اصول نہیں جو جب سب صورتوں پر لگتا ہو اس لیے اردو زبان میں مذکر و مونث الفاظ کے درست استعمال کے لیے مطالعہ بہت ضروری ہے۔ اس مشکل کی ایک بڑی وجہ یہ ہے کہ اردو کے زیادہ تر الفاظ ہندی اور سنسکرت سے آئے ہیں لیکن بہت زیادہ تبدیل ہو چکے ہیں، خاص طور پہ ان الفاظ کا آخری حرف غائب ہو گیا ہے یا بدل دیا گیا ہے، جبکہ مذکر اور مونث ہونے کا علم ہی آخری حرف سے ہوتا ہے۔

جان داروں میں مذکر و مونث

اردو زبان میں جاندار اور بے جان دونوں اقسام میں مذکر و مونث کا فرق کیا جاتا ہے۔ تاہم جانداروں میں مذکر اور مونث میں فرق کرنا آسان ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ بے جان چیزوں میں ایسی علامتیں نہیں ہوتیں جن سے ان کے مذکر یا مونث ہونے کا اندازہ لگایا جا سکے۔

جانداروں میں مذکر ومونث کے قواعد

ا۔ جن الفاظ کے آخر پہ (ا) یا (ہ) ہوگی وہ مذکر ہونگے۔ جیسے لڑکا، گھوڑا، بندہ وغیرہ لیکن عربی کے ایسے الفاظ جن کے آخر پہ (ہ) بذات خود مونث کی علامت ہو جیسے والدہ، ملکہ وغیرہ یا ایسے الفاظ جن کے آخر پہ (یٰ یعنی الف مقصورہ) آئے جس کا مقصد اس انسان یا چیز کی فضیلت بیان کرنا ہوتی ہے جیسے کبریٰ، صغریٰ وغیرہ تو ایسے الفاظ اس قاعدے یعنی اصول سے مستثنیٰ ہوں گے۔

یا ہندی زبان کے ایسے الفاظ جن کے آخر پہ (یا) اس لیے آتا ہے تا کہ ان کا چھوٹا اور مونث ہونا ظاہر کیا جا سکے وہ بھی اس قاعدے کے تحت نہیں آئیں گے۔ جیسے چڑیا، بڑھیا، بندریا وغیرہ۔

۲۔ جن الفاظ کے آخر پہ (ی) آئے وہ مونث ہوتے ہیں۔ جیسے گھوڑی، ٹوپی، لڑکی، وغیرہ۔ مگر یہاں بھی استثنائی الفاظ موجود ہیں جیسے پانی، موتی، گھی، جی (دل کی خواہش)، ہاتھی، دہی وغیرہ سب مذکر ہیں۔

وہ الفاظ جو اس قاعدے کے تحت نہیں آتے یعنی مستثنیٰ ہیں وہ اصل میں قدیم زبان سنسکرت کے بگڑے ہوئے الفاظ ہیں۔ سنسکرت الفاظ کے آخر میں (ی) نہیں ہوتا۔ ہوا یہ کہ ان الفاظ کی جنس تو وہی رہی جو سنسکرت میں تھی البتہ شکل بگڑ گئی۔ اب دیکھنے میں وہ مونث لگتے ہیں مگر انھیں اردو میں مذکر لکھا اور بولا جاتا ہے۔

اس کے علاوہ بعض پیشہ وروں کے نام بھی اس قاعدے کے تحت مونث نہیں ہیں۔ ان کے آخر پہ (ی) آتی ہے مگر وہ مذکر ہیں جیسے دھوبی، مالی، تیلی وغیرہ۔ پھر ایسی صورتوں میں جہاں الفاظ کے آخر میں آنے والی (ی) کسی کی نسبت یا قومیت (نیشنلیٹی) ظاہر کرتی ہے۔ وہاں بھی ایسے الفاظ اس قاعدے کے تحت مونث نہیں ہوتے۔ جیسے پاکستانی، بھارتی، پنجابی، بنگالی، احمدی وغیرہ

جیسا کہ ان اسباق کے آغاز میں ہم نے بیان کیا تھا کہ اردو میں وہ الفاظ جو عربی یا فارسی وغیرہ سے آئے ہیں ان پہ گرامر کے قواعد بھی انھیں زبانوں کے ہیں۔ یا یہ کہہ لیجیے کہ ابھی اردو نے ان الفاظ کو کسی ایک اصول کے تحت لانے کے لیے کام نہیں کیا۔

پس فارسی اور عربی کے الفاظ پہ یہ قاعدہ کہ جس لفظ کے آخر پہ (ی) آئے وہ مونث ہوتا ہے۔ پوری طرح اطلاق نہیں پاتا۔ یعنی اثر نہیں کرتا۔ اس لیے بہت سے ایسے الفاظ ہیں جن کے آخر میں (ی) آتا ہے مگر وہ مونث نہیں ہیں بلکہ مذکر ہیں۔ جیسے قاضی، منشی وغیرہ

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ ہر چیز پہ قادر ہے، لیکن جن کو تفرقہ اور ابتلاء نہیں آتا ان کا حال دیکھو کہ کیسا ہوتا ہے۔ وہ بالکل دنیا اور اس کی خواہشوں میں منہمک ہو گئے ہیں اُن کا سر اوپر کی طرف نہیں اُٹھتا۔ خدا تعالیٰ کا ان کو بھول کر بھی خیال نہیں آتا۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اعلیٰ درجہ کی خوبیوں کو ضائع کر دیا اور بجائے اس کے ادنیٰ درجہ کی باتیں حاصل کیں، کیونکہ ایمان اور عرفان کی ترقی ان کے لیے وہ راحت اور اطمینان کے سامان پیدا کرتے جو کسی مال و دولت اور دنیا کی لذت میں نہیں ہیں۔ مگر افسوس کہ وہ ایک بچہ کی طرح آگ کے انگارہ پہ خوش ہو جاتے ہیں اور اس کی سوزش اور نقصان رسانی سے آگاہ نہیں، لیکن جن پر اللہ تعالیٰ کا فضل ہوتا ہے اور جن کو ایمان اور یقین کی دولت سے مالا مال کرتا ہے ان پر ابتلاء آتا ہے۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 2 ایڈیشن 2016ء)

اقتباس کے مشکل الفاظ کے معنی

تفرقہ: Discrimination

فرق کرنا تفریق کرنا، یعنی جب انسان خدا تعالیٰ کے احکامات کو مانتا ہے تو معاشرہ اس سے امتیازی سلوک کرتا ہے۔ الگ کرتا ہے۔ جیسے احمدیوں کو اس تفریق کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

ابتلاء: آزمائش، امتحان، مشکلات وغیرہ

بالکل: Completely/ entirely/ wholly

منہمک: کھو جانا، ڈوب جانا، سراسر اپنا لینا۔ پوری توجہ اس طرف موڑ دینا۔

سر اوپر نہیں اٹھتا: یعنی دنیا کے کاموں میں ساری دلچسپی ہے، کسی علمی، ادبی، روحانی کام کی طرف توجہ نہیں کرتے۔ خاص طور پہ دین کی طرف سے لاپرواہ ہیں۔

بھول کر بھی خیال نہ آنا: محاورہ ہے۔ یعنی ایک بات کا بالکل خیال نہ آنا۔ پوری طرح سے اسے بھول جانا۔ جیسے کہ وہ ان کی فطرت بن جاتی ہے اور اس سے ہٹ کے انھیں خیال آتا ہی نہیں۔

ادنیٰ درجہ کی باتیں: کم قیمت، کم حیثیت باتیں، کام وغیرہ۔

سوزش: جلنے سے ہونے والی تکلیف۔ سوجن، تکلیف اور غم وغیرہ۔

نقصان رسانی: Damaging/ side effects

بشارت احمد شاہد۔ مبلغ سلسلہ لٹویا

الفضل کی روشنی
وسطی ایشیائی ریاستوں تک

کافی عرصہ سے دل میں ایک خواہش تھی کہ الفضل کے بارہ میں کچھ لکھا جائے مگر یہ معاملہ ہمیشہ کسی نہ کسی بہانے مؤخر ہوتا چلا گیا۔ آج اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ ہمّت اور توفیق سے کچھ عرض کرنے کی جسارت کر رہا ہوں۔ الفضل کا نام ذہن میں اور زبان پر آتے ہی ایک عجیب قسم کی عقیدت واحترام کا احساس دل میں ابھرتا ہے۔ اور حقیت حال بھی یہی ہے کہ الفضل ہمارا وہ محسن، مربّی، دوست، پیارا اور عزیز اخبار ہے جو ہم احمدیوں کی تعلیم وتربیّت اور پاکیزہ کردار سازی کے ساتھ ساتھ اسلام کی حقیقی اور صُلح وآشتی سے پُر تعلیم کے نور کو ہر سُو پھیلانے میں بھی بنیادی کردار ادا کر رہا ہے۔

خاکسار کا الفضل سے تعلّق اور رشتہ بہت پُرانا ہے۔ یہ 1981ء، 1982ء کی بات ہے جب ہم پرائمری اسکول میں پڑھا کرتے تھے تو ہمارے گاؤں میں روزنامہ الفضل ربوہ سے بذریعہ ڈاک آیا کرتا تھا اور ہمارے گاؤں کی احمدیہ مسجد کی تمام الماریاں الفضل کے پرچوں سے بھری پڑی ہوتی تھیں۔ ہمارے صدر جماعت مکرم بابو محمد یوسف صاحب (مرحوم) والد ماجد مکرم محمد عیسٰی صاحب مبلغ سلسلہ (مرحوم) الفضل سے خطبہ جمعہ اور درس دیا کرتے تھے۔ اُس وقت اگرچہ ہمیں اتنا شعور تو نہیں تھا کہ الفضل کے مضامین کو سمجھ سکیں مگر الفضل سے ایک عقیدت اور پیار کا رشتہ ضرور قائم ہوتا چلا گیا۔

پھر 1984ء میں خاکسار میٹرک کے لئے اور اس کے بعد جامعہ احمدیہ میں داخلہ کے لئے جب گاؤں سے ربوہ آگیا تو الفضل سے قائم رشتہ پہلے سے زیادہ مضبوط ہوگیا اور گہری دوستی میں بدل گیا۔ ربوہ میں الفضل کے مطالعہ کا ایک الگ ہی مزہ تھا کیونکہ الفضل اپنی اشاعت کے کچھ ہی دیر بعد گھروں میں پہنچ جاتا تھا۔ 1987ء میں جامعہ احمدیہ میں داخل ہونے کے بعد تو الفضل کے ساتھ ایک اٹوٹ انگ اور لازوال رشتہ قائم ہوگیا جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے کئی ایک مراحل سے گزرتے ہوئے اب اس مقام پر پہنچ چکا ہے کہ اب تو الفضل کے بغیر زندگی نامکمّل اور ادھوری دکھائی دیتی ہے۔ میرا یہ جملہ کوئی مبالغہ آرائی نہیں بلکہ میری اس بات کی تصدیق ان شاء اللہ میرے اس مضمون کے آخری حصّہ میں خود بخود ہو جائے گی۔

جامعہ احمدیہ سے تعلیم مکمّل کرنے کے بعد خاکسار کو کچھ عرصہ پاکستان میں خدمت کی توفیق ملی اور اس دوران الفضل سے استفادہ کی سعادت بھی ملتی رہی۔ لیکن اگست 1996ء میں خاکسار کو خدمت سلسلہ کے لئے پاکستان سے ازبکستان (Uzbekistan) جانے کا ارشاد ہوا اور خاکسار تعمیل ارشاد میں تاشقند (Tashkent) پہنچا اور پھر کچھ عرصہ بعد بخارا (Bukhara) منتقل ہوگیا اور وہاں قیام کے دوران ازبک (Uzbek) زبان سیکھنے کی توفیق پائی۔ 1997ء میں خاکسار کا ازبکستان سے قرغیزستان (Kyrgyzstan) تبادلہ کر دیا گیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی اجازت وراہنمائی سے قرغیزستان کے دوسرے بڑے شہر اوش (Osh) کی ''اوش اسٹیٹ یونیورسٹی'' میں خاکسار نے ازبک زبان اور لٹریچر میں داخلہ لے لیا اور 2002ء میں یونیورسٹی کی تعلیم مکمّل ہوئی تو ایک بار پھر حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی اجازت وراہنمائی سے قرغیزستان کے ایک اور شہر کاراکول (Karakol) کی ”Issyk-Kul State University“ میں قرغیز (Kyrgyz) زبان اور لٹریچر میں داخلہ لے لیا۔

اس دوران 1997ء سے 2005ء تک کچھ عرصہ الفضل سے سلسلہ منقطع ہوگیا اور خاکسار الفضل کے فیض اور اس کی برکات سے چند سال محروم رہا۔ پھر اللہ تعالیٰ کے فضل سے الفضل لندن سے قرغیزستان آنا شروع ہوگیا اور الفضل سے ایک بار پھر ٹوٹا رشتہ جڑ گیا۔ الحمد للہ

ان دنوں خاکسار کی یہ عادت تھی کہ خاکسار الفضل لے کر مشن ہاؤس آنے والے نومبائعین کو الفضل سے ملفوظات اور دوسرے مضامین اُن کی زبان میں پڑھ کر سنایا کرتا تھا۔ قرغیزستان کے مقامی احمدی بھائیوں کی اکثریت کا تعلق دو قوموں ازبک (Uzbek) اور قرغیز (Kyrgyz) سے ہے اور اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل وکرم، نیز خلافت اور جماعت کی برکت سے مجھے ان دونوں زبانوں میں مہارت عطا فرمائی ہے۔ چنانچہ اگر ازبک احمدی آتا تو خاکسار الفضل کا ازبک زبان میں ترجمہ کرتا اور اگر قرغیز احمدی آتا تو خاکسار قرغیز زبان میں الفضل کے مضامین پڑھ کر سناتا۔ اس دوران خاکسار نے یہ بات بارہا مشاہدہ کی کہ جب خاکسار اُن کو الفضل پڑھ کر سنا رہا ہوتا تو اُن کی آنکھیں آنسوؤں سے بھر جاتیں۔

اس طرح اللہ تعالیٰ کے فضل سے الفضل نے نہ صرف اُردو بولنے والوں بلکہ سابق سوویت یونین کی وسطی ایشیائی ریاستوں کے نومبائعین کی تعلیم وتربیّت میں بھی ایک شاندار کردار ادا کیا ہے اور وہ احمدی بھائی بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب اخلاص ووفا میں اپنی مثال آپ ہیں۔

اس دوران کچھ عرصہ کے لئے روزنامہ الفضل ربوہ بھی پاکستان سے قرغیزستان آتا رہا۔ خاکسار نے اللہ تعالیٰ کے فضل سے روزنامہ الفضل ربوہ اور الفضل لندن سے اپنے اخلاص وپیار اور عقیدت واحترام کی وجہ سے اُن کے تمام پرچوں کی خوبصورت جلدیں کروائیں اور اُنہیں قرغیزستان کے دارالحکومت بشکیک (Bishkek) میں واقع مشن ہاؤس کی لائبریری میں رکھوادیں جو ان شاء اللہ آئندہ نسلوں کو الفضل کے نور سے منوّر کرتی رہیں گی۔

2012ء میں پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت خاکسار کو قرغیز زبان کی ویب سائٹ کا انچارج مقرر فرمایا اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے 2013ء سے یہ ویب سائٹ قرغیز قوم میں اسلام احمدیّت کی اشاعت کی خدمت بجا لا رہی ہے اور ہر ماہ ہزاروں لوگ اس ویب سائٹ کو وزٹ (visit) کرتے ہیں اور اسلام احمدیّت کا خوبصورت پیغام گھر گھر پہنچ رہا ہے۔

شروع شروع میں خاکسار www.alislam.org اور الفضل اور مختلف جماعتی کتب سے مختلف مضامین کا انتخاب کر کے اُن کا قرغیز زبان میں ترجمہ کر کے چھ سات کے قریب قرغیز احمدی بہن بھائیوں کو بھیج کر چیک کرواتا اور پھر اس مواد کو جماعت کی قرغیز ویب سائٹ پر اَپ لوڈ کر دیا کرتا تھا۔ اب جب سے خلافت کی برکت وراہنمائی سے روزنامہ الفضل لندن (آن لائن ایڈیشن) کی ویب سائٹس کا اجراء ہوا ہے تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے میرا الفضل سے رشتہ اتنا مضبوط اور مستحکم ہو چکا ہے کہ اس کیفیّت اور اس مسرّت کو بیان کرنے کے لئے میرے پاس الفاظ نہیں۔ چنانچہ محض اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور پیارے آقا ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی بابرکت دعاؤں کے طفیل اب تک خاکسار روزنامہ الفضل آن لائن لندن میں شائع شدہ ملفوظات، متفرق مضامین، خطبات جمعہ کا خلاصہ، عالمی جماعتی خبریں، رپورٹس میں سے بہت سا مواد اور اہم تربیتی اداریوں میں سے بہت سا مواد ترجمہ کر کے جماعت کی قرغیز زبان کی ویب سائٹ

www.ahmadiyya-islam.org/kg پر شائع کرنے کی توفیق پا چکا ہے۔ چند مثالیں بطور نمونہ ذیل میں پیش کی جا رہی ہیں:

https://www.ahmadiyya-islam.org/kg/makalalar/
https://www.ahmadiyya-islam.org/kg/makalalar
https://www.ahmadiyya-islam.org/kg/makalalar/
https://www.ahmadiyya-islam.org/kg/makalalar/

اور یہ سلسلہ اب پوری آب وتاب سے جاری وساری ہے۔ خاکسار کا طریق یہ ہے کہ خاکسار ہر روز بلاناغہ روزنامہ الفضل لندن کی ویب سائٹ پر جاتا ہے اور مختلف مضامین کا انتخاب کرتا ہے اور اُس کا ترجمہ کر کے مقامی قرغیز احمدی بہن بھائیوں کو پڑھنے کے لئے بجھواتا ہے۔ اُن کی طرف سے مواد چیک ہو کر آنے پر اُسے ویب سائٹ پر اَپ لوڈ کر دیتا ہے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ایک لمبے عرصہ سے الفضل پر شائع ہونے والے حقائق ومعارف قرغیزستان جماعت کے افراد کی روحانی آبیاری کے ساتھ ساتھ ہزاروں غیر احمدی قرغیز لوگوں تک اسلام احمدیّت کا پیغام پہنچانے کا ذریعہ بن رہے ہیں۔ گویا ہم کہہ سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اخبار الفضل اُردو بولنے والوں کے ساتھ ساتھ سابق سوویت یونین کا حصّہ رہنے والی وسطی ایشیائی ریاستوں کے باشندوں تک حقیقی اسلام کا پیغام پہنچانے، اُنہیں صحیح اور سچّی اسلامی تعلیمات سے روشناس کروانے، اُن کو عبادات کی روح اور مغز بتانے، اُن کی اولادوں کی اسلامی اقدار کی روشنی میں تعلیم وتربیّت اور گھروں کے ماحول کو جنّت نظیر بنانے کے لئے ایک اہم کردار ادا کر رہا ہے۔ اور وہاں کے مقامی احمدی بھائی بہنیں وقتاً فوقتاً الفضل سے ترجمہ شدہ مختلف مواد کی خوبصورتی اور اہمیّت کا اظہار کرتے رہتے ہیں۔

خاکسار ذاتی طور پر بھی الفضل پر شائع شدہ ہر طرح کے حقائق ومعارف پر مشتمل مضامین کے بارہ میں دلی خوشی ومسرّت کا اظہار کرنا چاہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت اہم موضوعات پر بڑے ہی خوبصورت، دلکش اور معلوماتی مضامین شائع ہو رہے ہیں جس کے لئے الفضل کی ٹیم کے ساتھ ساتھ مقالہ جات ارسال کرنے والے تمام بہن بھائی بھی دلی مبارکباد کے مستحق ہیں۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء

اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزانہ دعا ہے کہ وہ اپنے خاص فضل وکرم سے الفضل کے تمام کارکنان کے اخلاص ووفا میں، اُن کی لگن میں، اُن کے علم وعرفان میں، اُن کی صلاحیّتوں میں غیر معمولی برکت ڈالے، اُن سب کو بے لوث خدمت دین کی توفیق عطا فرمائے اور اُن سب کو اپنی خاص تائیدات سے نوازے۔ آمین

نمازجنازہ حاضر و غائب

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے مؤرخہ 4نومبر 2021ء بروز جمعرات 12 بجے دوپہر اسلام آباد میں ذیل کے نماز جنازہ پڑھائے۔

نماز جنازہ حاضر

مکرمہ ڈاکٹرقیصر جہاں صاحبہ اہلیہ مکرم ڈاکٹر سردار حمید احمد صاحب(یوکے)

یکم نومبر 2021ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔مرحومہ حضرت سید میر احمد حسن صاحب بریلی صحابی حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کی پوتی تھیں۔حضرت مصلح موعودؓ جب بھی دہلی تشریف لے جاتے تو ان کو حضورؓ کی خدمت کی سعادت ملتی رہی۔مرحومہ کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے نصرت جہاں سکیم کے تحت گھانا اور نائیجیریا میں 1974ء سے 1986ء تک احمدیہ ہسپتالوں میں خدمت کا موقع ملا۔بہت محنت اور خوش اسلوبی سے مریض عورتوں اور بچوں کی نگہداشت کی ذمہ داری کو نبھایا۔آپ کی یہ خوبی تھی کہ سال شروع ہونے پر اپنے تمام چندے فوری طور پر ادا کردیتی تھیں۔خلافت اور نظام جماعت کے ساتھ بے حد عقیدت اور احترام کا تعلق تھا۔مرحومہ موصیہ تھیں۔پسماندگان میں میاں کے علاوہ 4 بیٹے شامل ہیں۔

نماز جنازہ غائب

1-مکرمہ شفقت نصیر صاحبہ بنت مکرم راجہ بشیر الدین احمد صاحب

30اگست 2021ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔مرحومہ صوم وصلوٰۃ کی پابند،تہجد گزار،مالی تحریکات میں بھرپور حصہ لینے والی اور خلافت کی سچی عاشق تھیں۔مرحومہ موصیہ تھیں اور زندگی میں ہی حصہ جائیداد اور تمام واجبات ادا کردیئے تھے۔

2-مکرم فضل محمد امین کپورتھلوی صاحب

9اکتوبر 2021ء کو 87سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔مرحوم باجماعت نمازوں کے پابند،تہجد گزار،مہمان نواز،غریب پرور،نرم مزاج اور ہمدرد انسان تھے۔گوجر خان میں مختلف تنظیمی اور جماعتی عہدوں پر خدمت کی توفیق پائی۔مرحوم موصی تھے۔پسماندگان میں تین بیٹے اور دو بیٹیاں شامل ہیں۔

3-مکرمہ زرینہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم محمد علی خان صاحب

10اکتوبر 2020ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔مرحومہ بہت عبادت گزار،صابرہ شاکرہ،ہمدرد دل رکھنے والی ایک نیک اور مخلص خاتون تھیں۔مرحومہ اللہ کے فضل سے موصیہ تھیں۔پسماندگان میں سات بیٹے اور تین بیٹیاں شامل ہیں۔آپ مکرم برہان الدین احمد صاحب(کارکن مرزا شریف احمد فاؤنڈیشن۔اسلام آباد)کی ساس تھیں۔

4-مکرمہ امۃ المجید صاحبہ اہلیہ مکرم عبد العظیم صاحب مرحوم

16اکتوبر 2021ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔مرحومہ پنجوقتہ نمازوں کی پابند،تہجد گزار،صابرہ شاکرہ،باقاعدگی سے قرآن کریم کی تلاوت کرنے والی ایک نیک،مخلص اور باوفا خاتون تھیں۔خلافت سے بے پناہ عقیدت اور محبت کا تعلق تھا۔خطبہ جمعہ اور ایم ٹی اے کے پروگرام باقاعدگی سے سنتی تھیں۔چندہ جات میں باقاعدہ اور اللہ کے فضل سے موصیہ تھیں۔پسماندگان میں تین بیٹے اور پانچ بیٹیاں شامل ہیں۔آپ کے ایک بیٹے مکرم جمیل احمد تبسم صاحب مبلغ سلسلہ آجکل رشیا میں خدمت کی توفیق پارہے ہیں۔

5-مکرم چوہدری عنایت اللہ صاحب

11اکتوبر 2021ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔مرحوم باجماعت نمازوں کے پابند،دین کو دنیا پر مقدم رکھنے والے،متوکل علی اللہ،چندوں میں باقاعدہ اور ہر تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والے ایک نیک اور مخلص انسان تھے۔تبلیغ کا کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے دیتے تھے۔مرحوم اللہ کے فضل سے موصی تھے۔

6-مکرم عبد الحئی خان مندرانی صاحب ابن مکرم محمد مسعود خان صاحب

22اگست 2021ء کو 88سال کی عمر میں وفات پا گئے۔اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔بستی مندرانی اور تونسہ میں صدر اور سیکرٹری مال کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔نمازوں کے پابند،تہجد گزار،قرآن کریم کی باقاعدگی سے تلاوت کرنے والے،دعاگو اور نافع الناس وجود تھے۔اپنے پرائے میں کبھی تفریق نہیں کی۔اسی لئے غیر از جماعت بھی آپ کو ایک اچھے انسان کے طور پر یاد کرتے ہیں۔خلافت سے دلی وابستگی کا تعلق تھا۔ہر تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔مرحوم موصی تھے۔

7-مکرمہ سلمیٰ خاتون صاحبہ اہلیہ مکرم پروفیسر شاہد خلیل صاحب

28اگست 2021ء کو 74سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔اسلام آباد شفٹ ہونے کے بعد صدر لجنہ مارگلہ ٹاؤن کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔بچوں کو قرآن کریم ناظرہ پڑھانے کا بھی موقع ملا۔نمازوں کے علاوہ تہجد کی بھی پابند تھیں۔قرآن کریم کی تلاوت کے وقت ساتھ تفسیر بھی پڑھتیں۔حضرت مسیح موعود کی کتب کے مطالعہ کا شوق تھا۔مرحومہ موصیہ تھیں۔

8-مکرمہ لطیفاں بی بی صاحبہ اہلیہ مکرم محمد شفیع صاحب

6ستمبر 2021ء کو 81سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔مرحومہ نے کوٹ دیالداس میں صدر لجنہ کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔صوم وصلوٰۃ اور تہجد کی پابند،ایک ہمدرد اور نیک خاتون تھیں۔خلافت سے انتہائی عقیدت اور محبت کا تعلق تھا۔مرحومہ موصیہ تھیں۔

9-مکرمہ رقیہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم بشیر احمد گلبرگی صاحب (یادگیر کرناٹک۔انڈیا)

5مئی 2021ء کو 87سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔مرحومہ صوم وصلوٰۃ کی پابند،تلاوت قرآن کریم میں باقاعدہ،خلافت کی وفادار،غریب پرور اور خدا کی رضا پر راضی رہنے والی ایک نیک خاتون تھیں۔مرحومہ موصیہ تھیں۔پسماندگان میں پانچ بیٹے اور چار بیٹیاں شامل ہیں۔آپ کے ایک بیٹے مکرم ظفر احمد صاحب گلبرگی مربی سلسلہ دفتر خدام الاحمدیہ بھارت میں خدمت بجالارہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنے پیاروں کے قرب میں جگہ دے۔اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔آمین

ادارہ الفضل تمام مرحومین کے لواحقین سے تعزیت کرتا ہے۔اللہ ان تمام کی مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل دے۔آمین

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION
Download on the App Store
Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

رپورٹ: سدید احمد

ہیومینیٹی فرسٹ جرمنی کی ڈونیشن سے بلغاریہ میں ایک پراجیکٹ

اللہ تعالیٰ کے فضل اور پیارے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دعاؤں سے جماعت احمدیہ بلغاریہ کو ہیومینیٹی فرسٹ جرمنی کی ڈونیشن سے بلغاریہ کے ایک شہر پلودیو میں ’’بلو روم‘‘ (Blue Room) بنانے کی توفیق ملی۔

بلغاریہ کے ایک بڑے شہر پلودیو (Plovdiv) میں جماعت احمدیہ بلغاریہ نے ہیومینیٹی فرسٹ جرمنی کے فنڈز سے میونسپل کمپلیکس (Municipal complex) میں ایک ’’بلو روم‘‘ تیار کر کے دیا جس کا مقصد تشدد یا دیگر سوشل مسائل کے شکار بچوں کی کونسلنگ یا انٹرویگیشن ہے۔ دو کمروں میں سے ایک میں بچے سے سائیکو تھیراپسٹ (Psychotherapist) انٹرویگیشن کرتا ہے اور دوسرے کمرے میں شیشے (وَن وے مرر) کی دوسری طرف عدالت کے نمائندے، پولیس اور دیگر آفیشلز سے بیٹھے ہوتے ہیں۔ نیز اس ’’بلو روم‘‘ میں آڈوپشن (Adoption) والے بچوں کی ملاقات بھی اُن کے آڈوپٹرز (Adopters) سے کروائی جاتی ہے۔

اس پروجیکٹ میں 5 خدام بشمول میڈیکل سٹوڈنٹس اور لجنہ نے حصہ لیا اور رضا کرانہ طور پر 180 گھنٹوں کی محنت سے اس کو ریپیر اور فرنش کیا۔ اس پروجیکٹ پر تقریباً 4000 یوروز خرچ آیا جو کہ ہیومینیٹی فرسٹ جرمنی نے مہیہ کیا۔ نیز خدام اور لجنہ کے رضا کرانہ طور پر کام کرنے کی وجہ سے تقریباً 1500 یوروز کی بچت ہوئی۔

15 اکتوبر 2021ء کو شہر کے میئر مسٹر ’زدراوکو دیمیترو و‘ (Zdravko Dimitrov) نے اس کا افتتاح کیا۔ اوران کے ساتھ شہر کے دیگر آفیشلز بھی اس تقریب میں شامل ہوئے۔ ہیومینیٹی فرسٹ کی طرف سے بالکان ممالک کے ڈائریکٹر پروجیکٹس مکرم و محترم زبیر خلیل خان صاحب نے شرکت کی۔ اس موقع پر سب آفیشلز نے اس پروجیکٹ کی بہت تعریف کی اور خوشی کے اظہار کے ساتھ ساتھ جماعت احمدیہ بلغاریہ اور ہیومینیٹی فرسٹ جرمنی کا شکریہ بھی ادا کیا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس پروجیکٹ کو کامیاب بنانے والے سب لوگوں پر اپنا خاص فضل و کرم فرمائے۔ آمین

سلام کرنے کی عادت

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

’’یہ عادت ایسی ہے جس کو بہت پختہ کر لینا چاہئے۔ ہر چھوٹے بڑے کو سلام کہیں۔ مجھے یاد ہے قادیان میں تو یہ ایسا رواج تھا کہ ہمارے استاد حافظ صاحب دور سے بھینس کے قدموں کی آواز بھی سنتے تھے تو سلام کہہ دیا کرتے تھے۔ نظر تو آتا نہیں تھا کون ہے مگر چاپ سن کر اس لئے سلام کرنے میں جلدی کرتے تھے کہ پہلے مجھے ثواب مل جائے۔ پس آپ بھی سلام کرنے میں جلدی کیا کریں اور اس کا ثواب حاصل کیا کریں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی جزائے عظیم عطا فرمائے۔‘‘

(خطبہ جمعہ مورخہ 23جولائی 1999ء)

چھوٹی مگر سبق آموزبات

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

اگر تمہارے سچے دل سے یہ خواہش ہے کہ تم بھی ان کامیابیوں میں حصہ لو اور تمہیں بھی کوئی مقام حاصل ہو جائے تو ہماری نصیحت ہے کہ تم اپنے رب کو ماں بنالو۔ اور لوٹ لوٹ کر خدا کی طرف جاؤ۔ تمہیں ذرا بھی فراغت نصیب ہو۔ تو تمہارا فرض ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول ہو جاؤ۔ اس سے اپنی محبت بڑھاؤ۔ اس کی طرف دوڑ دوڑ کر جاؤ۔ اور اس کو اپنی جائے پناہ قرار دو۔ صرف پانچ وقت کی نمازیں اور تیس دن کے روزے انسان کے کام نہیں آتے بلکہ ہر وقت خدا تعالیٰ کی طرف متوجہ رہنا اور انسان کا بار بار اس کی طرف لوٹنا۔ یہ چیز ہے جو انسان کے کام آیا کرتی ہے۔

(تفسیر کبیر جلد ہشتم سورہ النبأ صفحہ 64)

طلوع و غروب آفتاب

18 نومبر 2021ء	طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	05:14	17:38
مدینہ منورہ	05:18	17:34
قادیان	05:35	17:28
ربوہ	05:14	17:08
اسلام آباد ٹلفورڈ	05:56	16:11